تیرے ہمراہ چلنا ہے

عفت سحر طاہر

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

تیرے ہمراہ چلنا ہے

عفت سحر طاہر

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود تمام ناولز بالکل مفت ہیں۔ اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ وہ لوگ جو وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔ اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے،

سُپر موڈز: زندگی، بسمہ، حسیب یا مینجمنٹ وقار سے رابطہ کریں، شکریہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تیرے ہمراہ چلنا ہے

”رانیہ... آپ رانیہ کی بات کر رہی ہیں امی؟“ اس کی ناگواری پر بے یقینی اس قدر غالب تھی کہ وہ اپنی آواز کو نیچا نہیں رکھ پایا تھا۔جوا باً وہ بہت اطمینان سے گویا ہوئیں۔

”میں نے تو ہمیشہ ہی سے تمہارے لیے رانیہ کو سوچا ہے اب تو اللہ کے فضل سے تمہیں اتنی اچھی نوکری مل گئی ہے۔گاڑی بھی لے چکے ہو، میں تو بس اسی لیے چپ تھی کہ پہلے تم اس قابل ہوجاؤ تو میں رانیہ کے لیے ہامی بھروں۔“ ان کی بات سن کو وہ ایک بار پھر تلملا اٹھا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"بہت خوب! یعنی میں اس کے قابل نہیں تھا؟" یہ تلملاہٹ یونہی نہیں تھی۔اسے حقیقتاً امی کی بات بہت بری لگی تھی۔کیا تھی وہ رانیہ سکندر...! اس کی غریب سی خالہ زاد! اتنی عام سی لڑکی کہ عیسیٰ رضا نے کبھی اس کے ہونے پر غور ہی نہیں کیا تھا۔پہلے مشکل پڑھائی اور اس کے بعد کے پانچ سال خود کو اسٹیبلش کرنے کی تگ و دو کے دوران اسے کبھی سگی خالہ کا احوال معلوم کرنے کی بھی فرصت نہیں ملی تھی۔چہ جائیکہ رانیہ سکندر! تنگ گلیوں اور تنگ مکان میں پلنے بڑھنے والی لڑکی، جسے آج سے چار ماہ پہلے امی اپنے ساتھ لے آئی تھیں۔خالو جان کی وفات کے سال بھر بعد ہی خالہ بھی رخصت ہوئیں تو رانیہ سکندر خدا کے بعد اب امی کے ہی سہارے تھی۔مگر ان کی اس خواہش نے تو عیسیٰ رضا کو سر سے پائوں تک جھنجھنا دیا تھا۔

"میرے خیال میں آپ مذاق کر رہی ہیں۔" وہ اپنے بارے میں بے حد پُر اعتماد تھا۔خوش شکل اور خوش لباس تو وہ ہمیشہ ہی سے تھا مگر گزشتہ دو سالوں میں بہترین نوکری اور مراعات نے اس کی وجاہت اور شخصیت کو

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

مزید دوام بخشا تھا۔دولت کی فراوانی تو اچھے اچھوں کو مسائل سے بے فکر کردیا کرتی ہے، سو اس بے فکرے پن نے عیسیٰ رضا کی شخصیت میں ایک متاثر کن سی دلکشی پیدا کردی تھی۔

"کیا رانیہ سکندر اس قابل ہے کہ مجھ جیسے بندے پر حکمرانی کرسکے...؟" وہ بے حد تنفر سے سوچ رہا تھا۔

"اس کی ماں ہوتی تو وہ بھی یہی دیکھتی کہ لڑکا رانیہ کے قابل ہے یا نہیں۔اب تو تم بھی سیٹ ہوچکے ہو۔کم از کم میں اپنی طرف سے تو کوئی کمی نہیں رکھنا چاہتی تھی۔اب دیکھنا میری مرحومہ بہن کی رُوح کتنی خوش ہوگی۔" امی کی سادگی قابلِ دید تھی اور اگر وہ عیسیٰ رضا کے خیالات سے آگاہ ہوجاتیں تو...!

"بہت خوب!" اس نے بمشکل خود کو صدمے کی گرفت سے نکالا تھا۔

”یعنی کہ وہ لڑکی ہر دور میں مجھ جیسے لڑکے کے قابل تھی۔بس مجھے ہی اس کے قابل بننے کی ضرورت تھی؟“ اس کے لب و لہجے کی تلخی بھانپے بغیر وہ مسکرا کر بولیں۔

”کس بات کی کمی ہے میری رانیہ میں وہ تو شروع ہی سے میری من پسند رہی ہے۔“

”معاف کیجیے گا والدہ صاحبہ! میرے خیالات آپ سے قطعی مختلف ہیں۔“ وہ ان کی بات کاٹ کر بے حد رکھائی سے بولا تو وہ نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگیں۔قدرے توقف کے بعد وہ آرام سے بولا۔

”آپ کے اس فیصلے سے شاید آپ کی مرحومہ بہن کی رُوح تو خوش ہوجائے مگر مجھے قطعی کوئی خوشی نہیں ہوگی۔میرے خواب و خیال میں بھی رانیہ سکندر جیسی لڑکی کا گزر نہیں ہے۔دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ میرے ٹائپ کی لڑکی نہیں ہے۔میں جس حلقے میں اٹھتا بیٹھتا ہوں اتنی دبی دبائی سی لڑکی وہاں میرے ساتھ چل ہی نہیں سکتی۔آئی ایم سوری!“ امی کے چہرے

پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔مگر وہ اپنی زندگی کو کسی طور ان کی جذباتیت کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا تھا۔سو ہر مسئلے‘ ہر فیصلے میں انہیں اولیت دینے والا اپنی زندگی کے اس اہم ترین فیصلے کے وقت پہلو تہی کرگیا بہت ہی خود غرضی کے ساتھ۔وہ شدید صدمے کا شکار ہوئیں۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو عیسیٰ...!“

”میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں امی! اور سنجیدہ بھی ہوں‘ وہ جس ماحول کی پروردہ ہے اس کے پیشِ نظر تو...!“

اس نے بڑی ہمدردی سے مشورہ دینے کی کوشش کی تو وہ چلبلا کر اس کی بات کاٹ گئیں۔

”ماحول‘ ماحول‘ فقط دو برس ہوئے ہیں ہمیں چار کمروں کے مکان سے اٹھ کر اس شاندار گھر میں آئے اور تمہیں ہر بات میں ہر قدم پر اس کا ماحول دکھائی دینے لگا ہے؟ مت بھولو کہ تم نے بھی اسی ماحول میں انہیں مسائل

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کے درمیان پرورش پائی ہے جن میں کہ رانیہ نے...!" ان کے غصے میں آجانے پر وہ جزبز سا ہوگیا۔مگر ہار نہیں مانی تھی۔

"وہ گزرے کل کی بات تھی۔ترقی کرنے والوں اور آگے بڑھنے والوں کے لیے ان کا آج اہمیت کا حامل ہوا کرتا تھا۔"اور معاف کیجیے گا امی جان! وہ کل کے دور کی لڑکی ہے۔گزرے ہوئے کل کی۔"

"شاباش ہے تم پر عیسیٰ...!" امی تڑپ اٹھی تھیں۔"تو بیٹا پھر ڈال دو اس کے ساتھ ساتھ ماں کو بھی کچرے کے ڈبے میں یہ بھی گزرے ہوئے کل کی بڑھیا ہے' اسے بھی اپنے پرانے رشتے عزیز ہیں۔"

"امی پلیز!" وہ زچ ہو گیا تھا۔

"دنیا میں رانیہ سکندر کے لیے رشتے ختم تو نہیں ہوگئے ہیں۔میں خود اس کے لیے بہترین...!" اس نے کہنا چاہا مگر وہ غصے سے اس کی بات کاٹ گئیں۔

"بس...! بس کرو عیسیٰ!" وہ چپ سا ہو کر انہیں دیکھنے لگا' ان کی آواز کافی اونچی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وہ تمہاری ذمہ داری نہیں ہے اس کا بھلا برا سوچنے کو میں موجود ہوں۔اس کے لیے کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں' یہ میں تم سے اچھی طرح جانتی ہوں۔" ان کی خفگی' ان کی ناراضگی عیسیٰ کے لیے بھی تکلیف دہ تھی مگر دوسری صورت میں رانیہ سکندر کو تا عمر ان چاہی حیثیت میں خود سے منسلک پانا بھی تو نا ممکن امر تھا۔پھر بھی اس نے ان کی ناراضگی دور کرنے کی مقدور بھر کوشش کی تھی۔

"بات کو سمجھنے کی کوشش کریں امی! جب دلی رضا مندی ہی شامل نہ ہو تو پھر ایسے رشتوں کو خوامخواہ جوڑنے سے کیا حاصل؟"

"صحیح کہہ رہے ہو میرے بچے! اب وہ وقت آگیا ہے کہ اولاد ماں باپ کو سمجھانے لگی ہے۔" وہ آبدیدہ ہونے لگیں۔تو وہ بھی بے چین ہوا تھا۔ابو کی وفات کے بعد شعوری اور لا شعوری طور پر وہ انہیں ہمہ وقت خوش اور ٹینشن فری رکھنے کی کوشش کرتا آیا تھا۔مگر یہ کیسی فیصلہ کن گھڑی تھی کہ فقط ایک دل کا سکون ممکن تھا۔

”آپ خوامخواہ جذباتی ہو رہی ہیں امی!“

”جذباتی تو تم ہو رہے ہو عیسیٰ! دو منٹ بھی نہیں سوچا تم نے، ذرا تسلی سے غور تو کرتے اس مسئلے پر اس بچی کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے تمہاری نظروں میں کہ تم کچھ دیر کو اس بات پر سوچنے کی مہلت ہی مانگ لیتے؟“ وہ بہت دکھی لہجے میں بولیں تو وہ جھنجلا سا گیا مگر بظاہر بہت لجاجت سے بولا۔

”میں کیا کروں امی! دو غلا پن مجھ سے نہیں ہوتا۔جو دل میں تھا آپ سے صاف کہہ دیا۔اب کیا اس کی سزا دیں گی مجھے؟ میں نے کبھی رانیہ کو اس لحاظ سے سوچا ہی نہیں، تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟“

”تو اب سوچ لو، میں کون سا ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی سوچ رہی ہوں۔ آرام سے خوب غور کرکے جواب دینا۔“ اس کے نرم لہجے سے ڈھیل پا کر وہ پھر سے کھل اٹھی تھیں۔وہ اندر ہی اندر کراہ کر رہ گیا۔یہ محبتیں بسا اوقات کتنی مشکل میں ڈال دیتی ہیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اب وہ امی کے دوبارہ جواب پوچھنے تک اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور انہوں نے جب بھی اس کا جواب پوچھا وہ ”نا“ ہی ہوگا۔اس ارادے نے اس کے دل کو خاصی تقویت دی تھی۔

”اور پھر موسیٰ... موسیٰ بھی تو ہے۔“ اس کے ذہن میں یکلخت ہی جھماکا سا ہوا تھا۔خود سے دو سال چھوٹے بھائی کا خیال تو اسے اب تک آیا ہی نہیں تھا۔

”بہت خوب...! اب اگلی بار میں امی کے سامنے موسیٰ کا نام رکھوں گا اگر رانیہ سکندر کا اس گھر کی بہو بننا اتنا ہی ضروری ہے تو عیسیٰ ہو یا موسیٰ کیا فرق پڑتا ہے؟“ اس کی تنی ہوئی دماغی نسیں ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔در حقیقت اس نے خود کو ایک عفریت کے پنجے سے آزاد ہوتا محسوس کیا تھا۔

”واقعی مجھے خوامخواہ کی قربانی دینے اور اپنی زندگی کو سمجھوتے کی نذر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ موسیٰ کے ساتھ وہ سوٹ بھی کرے گی۔اسے یوں بھی

سیدھی سادی لڑکیاں پسند ہیں اور نا صرف اس کی خالہ سے خوب بنتی تھی بلکہ وہ رانیہ کا بھی معترف ہے بلکہ وہ تو اس کے اچھے خاصے قصیدے پڑھا کرتا ہے' وہ تو میں نے ہی کبھی غور نہیں کیا۔'' اس کا ذہن آگے کی اُڑانیں بھر رہا تھا۔اور امی بے چاری خوش تھیں کہ کم از کم ان کا مشورہ مان کر وہ رانیہ کے متعلق سوچنے پر تو رضا مند ہو ہی گیا تھا۔

...☆☆☆...

وہ شام کی چائے کی تیاری میں مصروف تھی اور موسیٰ مسلسل اس کا دماغ چاٹنے میں۔

''پتا نہیں تمہارا کیا بنے گا لڑکی! میں تو سخت پریشان ہوں تمہاری طرف سے۔'' وہ مصنوعی تشویش کا اظہار کر رہا تھا۔رانیہ آزردہ سی ہوگئی۔

''مجھے پتا ہے کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔تبھی تو میں نے خالہ جان سے کہا تھا کہ مجھے وہیں۔''

''شٹ اپ...!'' اس کا مدعا جان کر وہ یکلخت ہی اسے ڈانٹ گیا تھا۔پھر اسے گھورنے لگا۔سیاہ آنکھوں میں نمی کی تحریر واضح تھی اور تاثرات میں آزردگی۔

''بے وقوف لڑکی! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم اپنی خود ترسی کی دنیا سے کب نکلو گی؟ کیا اب مجھے اتنا بھی حق نہیں ہے کہ میں تم سے مذاق بھی کرسکوں؟ ان چند ماہ میں کیا بدل گیا ہے۔تم... میں یا یہ دنیا؟'' وہ اب بھی اسی اپنائیت بھرے انداز میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

''مجھے نہیں پتا۔'' وہ اس کے یوں علی الاعلان بے وقوف کہنے پر خفا سی ہوکر پلٹ گئی تھی۔

''مگر مجھے پتا ہے کہ تم بہت بے وقوف لڑکی ہو۔'' وہ اس کے غصے کا محرک اچھی طرح جانتا تھا سو مزید چڑانے کی خاطر بولا۔

''پتا ہے مجھے۔'' ایک دم ہی سے وہ ہار گئی تھی۔یہ اس کا وتیرہ تو نہیں تھا سو اس کی تشویش بجا تھی۔

''کیا ہوا ہے رانیہ!''

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”کچھ نہیں۔“

وہ رخ موڑے کھڑی تھی۔موسیٰ نے اس کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تو حسبِ توقع اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

”تم نے وعدہ کیا تھا مجھ سے کبھی نہ رونے کا اور اب پھر تم...!“ وہ شکایتی لہجے میں کہتا رک سا گیا تو اس کے آنسو چھلک گئے۔

”میرا صرف وعدے پر ہی اختیار ہے۔“ موسیٰ نے لب بھینچے' پھر شاکی لہجے میں بولا۔

”مجھ سے کیے وعدے کی کوئی وقعت نہیں تمہاری نظروں میں۔“

”اب روئوں بھی نا...؟“ وہ بے بس سی ہوگئی تھی۔

”کبھی باہر نکل کے دیکھو رانی بی بی! ہزاروں لڑکیاں یتیمی کا سایہ سر پر لیے سڑکوں پر رل رہی ہیں۔جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں جو ان کے سروں پر ہاتھ رکھ سکے۔تم تو خوش قسمت ہو۔اتنے سارے محبت کرنے والے لوگ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہیں تمہیں سنبھالنے کے لیے۔تمہیں تحفظ دینے کے لیے۔“ وہ اپنے مزاج کی شوخی کے برعکس بالکل سنجیدہ تھا۔تبھی وہ نادم ہوگئی۔

”میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا رانیہ! جب بھی خدا کی طرف سے کوئی امتحان یا کوئی آزمائش آئے تو یہ سوچ لینا چاہیے کہ اس سے بھی بڑا امتحان اس سے بھی بڑی آزمائش آسکتی تھی اور پھر خدا کا شکر ادا کر کے اس سے حوصلہ مانگنا چاہیے۔بہت جلدی صبر آجاتا ہے اس عمل سے۔“ وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔موسیٰ نے اس کا سر پکڑ کر ہلایا۔

”آئی بات سمجھ میں؟“

”ہوں...!“

وہ مبہم سے انداز میں کہہ کر پلٹی اور مگوں میں چائے نکالنے لگی۔مگر وہ اتنی آسانی سے پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔

”کیا سمجھی ہو؟“

"یہی کہ خدا کی آزمائش کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا چاہیے اور خود کو اس آزمائش کے قابل بن کے دکھانا چاہیے۔" وہ اب بالکل نارمل تھی۔موسیٰ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم تو بہت اچھی اسٹوڈنٹ ہو۔"

"وقت بہت بڑا استاد ہے۔اچھے اچھوں کے کس بل نکال دیتا ہے۔پھر میں تو ایک کمزور سی لڑکی ہوں۔" اس کے ہاتھ میں مگ تھماتے ہوئے وہ پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"انسان کی قوتِ ارادی مضبوط ہونی چاہیے رانیہ! پھر وقت اور حالات کے تھپیڑے بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور تم میں دو بنیادی چیزوں ہی کی کمی ہے۔ایک تو مضبوط قوتِ ارادی اور دوسرے قوتِ فیصلہ کی کمی۔کب سے میں کہہ رہا ہوں کہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن اسٹارٹ ہوچکے ہیں۔مگر تم...!" اب کی بار اس کے انداز میں طنز تھا۔رانیہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"تم جو فارم لائے تھے، وہ میں نے فل کردیا ہے۔" وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔جو اب بڑی بے پروائی سے کہہ رہی تھی۔

"میں نے سوچا کہ مجھے بھی اپنی صلاحیتوں کو آزما کر دیکھنا چاہیے۔یوں بھی گریجویشن کرکے میں نے کون سا تیر مار لیا ہے۔" وہ ٹرے میں اپنی اور امی کی چائے اور نمکو کی پلیٹ رکھے اس کے پاس سے گزری تو وہ پیچھے سے چلایا۔

"مگر یہ ڈائیلاگ تو میرا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے میں خود سے کچھ نہیں سوچ سکتی ہوں۔" وہ آرام سے کہہ رہی تھی جب کہ وہ اس کے پیچھے چلتا ہوا ڈرائنگ روم تک آیا۔

"بہت اچھے! دیکھ رہی ہیں امی! لوگ کتنے چالاک ہوگئے ہیں؟" اس نے شکوہ کیا تو وہ بولیں۔

"آج کل زمانہ ہی چالاکی اور تیزی و طراری کا ہے بیٹے!اچھا ہے نا اسے بھی زمانے کی سمجھ آگئی ہے۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”سمجھ نہیں آئی بلکہ اسے زمانے کی ہَوا لگ گئی ہے۔“ وہ سر ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔امی پہلے ہی عیسیٰ کی باتوں سے جلی بھنی بیٹھی تھیں تنک کر بولیں۔

”تو کیا برا ہے اس میں؟ یہ سادگی کا زمانہ نہیں ہے اور نا ہی کوئی اس چیز کی قدر کرتا ہے۔ہر کسی کو چمکتی دمکتی شوخ چیزیں لبھاتی ہیں۔خاص طور پر تم جیسے نوجوانوں کو...!“ اس غیر متوقع گوشمالی پر موسیٰ گڑ بڑا گیا تھا۔جب کہ رانیہ چپ سی ہو بیٹھی۔

”معاف کیجیے گا والدہ محترمہ! آپ مجھے ان نوجوانوں میں شامل مت کریں جو مصنوعی چمک دمک پر جان دیتے ہیں۔چاہے کوئی چیز کتنی بھی چمکا دمکا کیوں نہ دی جائے۔اس کی اصلیت تو سادگی ہی ہے نا! اور اگر آپ لڑکیوں کی بات کر رہی ہیں تو بھی میں کہوں گا کہ سادگی اور بے ریائی سے بڑھ کر کوئی خوب صورتی نہیں ہے۔انسان کو خوب صورت اس کے نقش و نگار نہیں بلکہ اس کی صلاحیت اور اس کا ہنر بناتا ہے۔آپ نے سنا نہیں کہ خوب

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

صورت ہونا اہم نہیں بلکہ اہم ہونا خوب صورت ہوتا ہے۔آدمی کا اخلاق خوب صورت ہونا چاہیے۔“ یہ محض الفاظ نہیں بلکہ حقیقت میں موسیٰ رضا کی فطرت تھی۔جو کہ وہ دونوں جانتی تھیں۔

”ذرا سی عقل اپنے بڑے بھائی کو بھی دے دو۔پُر آسائش زندگی نے اس کا دماغ عرش پر پہنچا دیا ہے۔“ امی نے کڑھ کر کہا تو وہ ٹھٹک گیا۔

”بھائی نے ایسا کیا کر دیا ہے؟“ اس کے انداز میں حیرت تھی۔

”گویا امی کے اس غصے اور جھنجلاہٹ کا محرک بھائی ہے؟“ ذہن نے فی الفور نتیجے کی طرف اُڑان بھری تھی۔امی نے جز بز ہو کر موسیٰ کی طرف دیکھا۔ اب رانیہ کے سامنے وہ کیا بتاتیں، خوامخواہ اس کا دل برا ہوتا۔

”یونہی کہہ رہی ہوں، جب سے نوکری پر لگا ہے اس کے پاس ہمارے لیے وقت ہی نہیں رہا۔کبھی جو بیٹھ کر تسلی سے دو باتیں کی ہوں۔“ انہوں نے یونہی بات لپیٹ دی تھی۔رانیہ بے تاثر چہرہ لیے چائے پیتی رہی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو یہ بات آپ انہیں ڈانٹ کر، ان کا کان پکڑ کر بھی کہہ سکتی ہیں۔" موسیٰ نے راہ سجھائی۔

"جب اولاد بڑی ہوجائے تو اپنے فیصلوں میں بھی خود مختار ہوجاتی ہے، بڑوں کی ڈانٹ بھی اچھی نہیں لگتی۔"

ان کا دل برا ہو رہا تھا۔ نظر بھر کے سامنے بیٹھی رانیہ کو دیکھا۔

بھلا کیا کمی ہے اس میں... بہت خوب صورت نہ سہی، خوش شکل تو ہے نا! اور خوب سیرتی کے تو کیا ہی کہنے! گھر داری میں بھی ماہر ہے۔ مگر آج کے یہ لڑکے! انہوں نے گہری سانس بھری تھی۔

"آپ تو خوامخواہ بات کو اتنا سیریس لے رہی ہیں۔ اگر اتنا دل چاہ رہا ہے ڈانٹنے کو تو مجھے ڈانٹ لیں۔ کان بھی کھینچ سکتی ہیں۔" موسیٰ نے چائے کا مگ خالی کر کے تپائی پر رکھتے ہوئے بڑی فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا تو رانیہ نے مسکرا کر اضافہ کیا۔

"بلکہ چاہیں تو مرغا بھی بنا دیں۔ یہ بالکل مائنڈ نہیں کرے گا۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"دیکھا! جہاں میری کھنچائی کرنے والی بات ہو، وہاں اس کا دماغ کتنا چلتا ہے۔" اسے گھورتے ہوئے موسیٰ نے کہا تو وہ خالی مگ ٹرے میں رکھنے لگی۔

امی نے چاہت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری بیٹی ہے ہی بہت ذہین۔"

"ہاں! بس کسی کو پتا ہی نہیں چلتا ہے۔" موسیٰ نے طنز کیا وہ اسے چڑانے کی خاطر یونہی مسکراتی رہی۔

...☆☆☆...

اُف چچی جان! ڈرائنگ روم کی یہ سیٹنگ بالکل بھی سوٹ نہیں کر رہی ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی تو میں رانیہ کو اس بارے میں ساری معلومات دے کر گئی تھی۔ ویسی سیٹنگ کیوں نہیں کی۔"

زیبا کی آمد رانیہ کو ہمیشہ ہی ایک امتحان لگا کرتی تھی۔

زیب النساء عرف زیبا!

اپنے نام ہی کا سا حسن اور زیبائی اس کے انداز و اطوار میں موجود تھی۔ شہزادیوں کی سی آن بان اور حسن والوں کا سا نخرہ۔اگر اس کی تنک مزاجی سے نظر چرالی جاتی تو حسن و خوب صورتی میں وہ مکمل سے بھی زیادہ نمبر لے جاتی تھی۔موسیٰ کو جانے کیوں اپنی اس تایا زاد سے خاصی چڑ تھی۔آرام سے بولا۔

”کی تھی نا ویسی سیٹنگ رانیہ جی نے... چلنے پھرنے کی جگہ ہی نہیں بچی تھی ڈرائنگ روم میں' دو مرتبہ صوفے کے پائے سے اور ایک مرتبہ سینٹر ٹیبل سے ٹکرانے کے بعد میں نے ہی اسے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا کر اچھی سی سیٹنگ کرنے کو کہا تھا۔دیکھا کتنی اچھی شکل نکل آئی ہے۔ہمارے ڈرائنگ روم کی اور جگہ بھی۔“

”ہنہ!“ زیبا نے بڑی نخوت سے سر جھٹکا اور ایک تیز نظر موسیٰ پر ڈالتے ہوئے بولی۔”تمہیں تو یوں بھی خوب صورتی کی تمیز نہیں ہے۔“

”کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔“ موسیٰ کا انداز ہنوز وہی تھا۔مگر وہ اپنی خوب صورتی کی کاملیت کی طرف سے اس قدر مطمئن رہتی تھی کہ ایسے طنز اسے کچھ خاص بات نہیں لگا کرتے تھے۔

”مگر سونا ہر حال میں سونا ہی ہوتا ہے۔“ ان کی یہ بحث مزید طول کھینچتی کہ اسی وقت عیسیٰ کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

”عیسیٰ آگیا۔“ امی نے کہا تو رانیہ نے دیکھا زیبا بہت سنبھل کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کا پر تمکنت و پرغرور سا اندازِ نشست' جگر جگر چمکتی آنکھیں اور گلابوں جیسی رنگت۔رانیہ کو وہ خوب صورتی کی مکمل تصویر لگی تھی۔موسیٰ نے اسے گھور کر دیکھا جو زیبا کو دیکھے جا رہی تھی۔

”السّلام علیکم!“ عیسیٰ رضا کے سلام میں روزانہ اس قدر حلاوت نہیں ہوتی تھی۔یہ یقیناً زیبا کے رخ زیبا کا کمال تھا۔جس کے ہونٹوں پر بے حد خوب صورت سی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔

”تم آج ادھر کیسے؟“

روزانہ گرمی گرمی کی گردان کرتا آفس سے آتے ہی سیدھا واش روم میں شاور لینے کی غرض سے گھس جانے والا عیسیٰ رضا اس وقت بہت فرصت میں تھا۔موسیٰ نے رانیہ کو معنی خیزی سے دیکھا مگر وہ اس تمام منظر کو کوئی معنی پہنائے بغیر اٹھ کر کچن میں آگئی۔ٹھنڈے ٹھار شربت سے بھرا جگ لیے وہ دوبارہ لائونج میں پہنچی تو وہاں ابھی تک شکوے شکایات کا دفتر کھلا ہوا تھا۔

"کب سے گاڑی لے رکھی ہے اور مجال ہے جو ایک بار بھی لانگ ڈرائیو کی آفر کی ہو۔" وہ خفگی سے کہہ رہی تھی مگر اس کی خفگی میں بھی حسن تھا۔ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں مخالف کے لیے کھلا چیلنج۔عیسیٰ رضا کی طرف مشروب کا گلاس بڑھاتے ہوئے رانیہ کو حیرت سی ہوئی کہ یہ بندہ بھی اتنی شگفتگی سے مسکرا سکتا ہے۔

"جب تم کہو' بندہ حاضر ہے۔"

"ارے جناب! ہم تو اچھوں کو لائن حاضر کرلیتے ہیں۔" اس نے ابرو کو بڑی تیکھی ادا کے ساتھ جنبش دی تھی۔رانیہ تو اس کی قاتلانہ ادائوں کی قائل ہونے لگی۔

"تو آپ پولیس فورس کیوں نہیں جوائن کرلیتیں؟" خاصا تفکر آمیز سوال موسیٰ رضا کی طرف سے آیا تھا۔اس قدر ان رومینٹک جملے نے یقیناً زیبا کو تلملانے پر مجبور کردیا تھا۔مگر موسیٰ کے ساتھ نمٹنا اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔اس لیے محض اسے ایک نگاہِ غلط انداز سے دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے ٹارگٹ کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"تو چلو پھر... مجھے گھر ڈراپ کر کے آئو۔"

"ابھی بیٹھوزیبا! کھانا کھا کر جانا' تھوڑی ہی دیر تو رہ گئی ہے۔" امی کی یہ بے قراری زیب النساء کے جلدی واپس جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے راج دلارے کی محبت میں اُمڈی تھی۔اتنی گرمی میں وہ ابھی گھر میں داخل ہوا تھا

اور اب پھر سے...! مگر کیا کیا جائے کہ جب راج دلارا ہی سر کے بل چل کر جانے کو راضی ہو تو...؟

"نہیں چچی جان! میں اتنی جلدی کھانا نہیں کھاتی اور ویسے بھی نئی گاڑی کی خوشی میں عیسیٰ پر ایک پارٹی ادھار ہے۔" وہ تیکھی نظروں سے عیسیٰ کو دیکھتی امی سے کہہ رہی تھی۔

"تم چلو تو آج تمہاری شکایتیں دور کر ہی دوں۔" وہ گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"بھائی آپ تھکے ہوئے آئے ہیں' شاور لے لیں انہیں میں چھوڑ آتا ہوں۔"

موسیٰ کی آمد یونہی بدمزہ سی صورت حال کی طرح ہوتی تھی۔عیسیٰ تو جز بز ہوا' سو ہوا۔زیبا کے تاثرات سے بھی لگ رہا تھا کہ وہ موسیٰ کے متعلق کچھ زیادہ اچھا نہیں سوچ رہی ہے۔

"اوکے' عیسیٰ! تم پہلے شاور لے کر فریش ہوجائو۔پھر چلتے ہیں۔اتنی دیر میں اگر کھانا بن گیا۔تو چچی جان کا گلہ بھی دور کرتی جائوں گی۔" وہ زیادہ دیر

تک اپنے مہرے کو پٹنے نہیں دیتی تھی۔فوراً ہی شیریں لب و لہجے میں بولی تو عیسیٰ بھی مطمئن سا ہو کر اٹھ گیا۔رانیہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔جہاں کھانا بننے میں ابھی کافی ٹائم تھا۔اتنی دیر میں یقیناً عیسیٰ اور زیبا چلے جانے والے تھے۔

"رانیہ کیا کر رہی ہے آج کل...؟" وہ امی سے پوچھ رہی تھی۔

"اس قدر سست ہے یہ لڑکی! کیا کرنا تھا اس نے' موسیٰ نے ہی کہہ سن کر یونیورسٹی میں ایڈمیشن کرایا ہے۔" امی واقعی اس کی سستی اور خود سے حد درجہ بے پروائی سے عاجز تھیں اب بھی گہری سانس لے کر بولیں۔

"بھلا یہ خود کو نک سک سے ذرا ماڈرن بنا کر رکھے تو کیا مجال ہے عیسیٰ کی کہ باگیں تڑوائے۔" انہیں سخت ملال تھا۔

"یونیورسٹی میں...؟" زیبا کو یقیناً شدید جھٹکا لگا تھا۔

شربت سے لطف اندوز ہوتا موسیٰ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔پورے خاندان میں سے کسی بھی لڑکی نے کبھی یونیورسٹی کی شکل تک نہیں دیکھی

تھی۔خود زیبا ایف اے کے بعد گھر بیٹھ رہی تھی۔تعلیم کی کمی کو اس کی شکل و صورت چھپا لیتی تھی۔

”ہاں‘ میں نے کہا کہ اس قدر ذہین لڑکی کا آگے نہ پڑھنا شدید ظلم ہوگا۔“ وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”اتنی ذہین لگتی تو نہیں۔“ وہ ابھی تک پہلے جھٹکے سے سنبھل نہیں پائی تھی۔

”چہروں کا کیا ہے یہ بڑے دھوکے باز ہوتے ہیں۔شکل سے تو آپ بھی بہت ذہین لگتی ہیں۔“ موسیٰ کا پر سکون اور بظاہر بہت عام سا ستائشی انداز تھا کہ مقابل طنز یا ستائش میں تمیز ہی نہ کرپائے۔

”کیا ضرورت تھی اتنا بکھیڑا ڈالنے کی چچی جان! اچھا سا لڑکا دیکھ کر اس کی شادی کردیتیں۔گریجویشن کے بعد تو یوں بھی شادی کردینی چاہیے لڑکی کی۔“ وہ بڑے مدبرانہ انداز میں مشورہ دے رہی تھی۔

امی بے چاری چپ رہیں۔اگر وہ ”اچھا سا لڑکا“ شادی کے لیے راضی ہو گیاہوتا وہ بھلا کب رانیہ کو کھپنے دیتیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”اسی لیے آپ نے گریجویشن نہیں کیا‘ یعنی کہ شادی سے فرار؟“ موسیٰ نے اس کی بات اچکی تو وہ بدمزا ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

”مجھے پڑھ پڑھ کے بڑھاپا لانے کی کیا ضرورت ہے بھلا!“ موسیٰ کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔

”یعنی آپ ایف اے کے بعد تعلیمی سلسلہ منقطع کر کے بڑھاپے کو روکے بیٹھی ہیں؟ حیرت انگیز۔“

”میں ذرا رانیہ کو دیکھوں‘ کیا کر رہی ہے۔“ امی اس کی مدد کے خیال سے اٹھ گئی تھیں۔

”جو ہر لحاظ سے مکمل ہو اسے ایسی پیوند کاریوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔آج کل لڑکیوں نے اپنے کمپلیکسز کو چھپانے کے لیے اعلیٰ تعلیم اور نت نئے کورسز کی آڑلینا شروع کردی ہے۔مگر مجھے ایسا کوئی کمپلیکس نہیں جس پر میں ڈگریوں کا پردہ ڈالوں۔“ اس کی سوچ نے موسیٰ کو تاسف میں مبتلا کیا تھا۔

یہ حسن و خوب صورتی کو اول و آخر مان لینے والے، خود ستائشی کے عادی، نرگسیت (اپنی محبت) میں مبتلا لوگ۔جنہیں خود سے آگے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔اخلاقیات کو کم رو لوگوں کی میراث تصور کرنے والے۔

"خیر یہ تو بالکل ہی غلط بات ہے۔آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو لڑکیاں ڈاکٹر یا انجینئر بن رہی ہیں یا دوسرے شعبوں میں نام پیدا کر رہی ہیں۔وہ تمام کی تمام کمپلیکسز کی ماری، ہیں؟ تو آپ سراسر غلط ہیں۔میرے ساتھ میڈیکل میں ایک سے بڑھ کے ایک خوب صورت اور ویل آف فیملی بیک گراؤنڈ رکھنے والی لڑکی پڑھ رہی ہے۔تو انہیں بھلا کس کمپلیکس نے اتنی مشکل فیلڈ میں سر کھپانے پر مجبور کیا ہے؟" موسیٰ نے قطعیت کے ساتھ اس کے لنگڑے لولے نظریے کے پتھر کو اینٹ کے ساتھ واپس کیا تھا۔در حقیقت موسیٰ کے ساتھ بحث کرنا اور پھر جیتنے کی خواہش بھی رکھنا زیبا کے لیے ایک خواب ہی تھا۔جس کی گفتگو کبھی بیوٹی ٹپس، ملبوسات اور سیر و تفریح سے آگے بڑھی ہی نہ تھی۔اسی وقت فریش سا عیسیٰ لائونج میں آیا تو زیبا نے سکھ کی سانس لی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

آفس کے لباس کے برعکس اس وقت وہ کاٹن کے سفید کرتے شلوار میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"چلیں...؟" وہ کہتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں امی کو بتا آئوں۔" عیسیٰ کے اس طرح ماں کی طرف اجازت لینے جانے پر اس کی تیوری پر بل پڑے مگر ساتھ ہی وہ موسیٰ کی طرف دیکھ کر مسکرا دی تھی۔ان کے جانے کے بعد وہ بھی کچن کی طرف آگیا۔

"وہیں بیٹھو جا کر یہاں بہت گرمی ہے۔" رانیہ نے اسے متنبہ کیا، مگر وہ اس کی ہدایت کو نظر انداز کرتا امی سے کہنے لگا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ بھائی تائی اماں کی فیملی سے اتنا قریب کیوں ہو رہے ہیں۔جب کہ ماضی میں انہوں نے کبھی ہمیں لفٹ تک نہیں کرائی اور بھائی ہیں کہ ان کی "سپوتنی" کو لانگ ڈرائیو پر لے جا رہے ہیں۔" اس کے انداز میں ناگواری تھی۔امی نے اسے ٹوک دیا۔

"وہ تمہارے تایا کی بھی بیٹی ہے۔"

"نیا گھر اور گاڑی ملنے کے بعد وہ ہماری کچھ زیادہ ہی تایا زاد بن رہی ہیں۔"
وہ اسی جلے بھنے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"تو کیا نیا گھر اور گاڑی ملنے کے بعد ہم رشتے داریاں چھوڑ دیں۔" امی نے اسے گھرکا مگر وہ سخت برگشتہ ہو رہا تھا۔

"آپ بات کو سمجھ نہیں رہیں۔پہلے تو کبھی ان لوگوں نے ہمیں جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا اور اب جب دیکھو کوئی نہ کوئی منہ اٹھا کے چلا آرہا ہے۔لگتا ہے اس گھر، گاڑی حتیٰ کہ بھائی پر بھی ہم سے زیادہ ان لوگوں کا حق ہے۔"

"کس قدر تنگ دل ہو تم موسیٰ! اگر خدا نے ہمیں اچھے اخلاق سے نواز ہی دیا ہے تو تم شکر کرنے کے بجائے پرانے کھاتے کھنگال رہے ہو؟" امی نے اسے جھڑکا وہ ایسی ہی تھیں بے ریا، صاف دل۔

"اس طرح کے حساب رکھنے پڑتے ہیں امی جان! لاعلمی میں لٹ جانے اور با علمی میں لٹ جانے میں بہت فرق ہوتاہے۔اور میں ان لوگوں کے ارادے بہت اچھی طرح سے سمجھ رہا ہوں۔" وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا

"توبہ ہے۔اس لڑکے کے دماغ اور زبان دونوں سے میں بہت عاجز ہوں، پر کا کوابنانے میں تو ماہر ہے یہ۔" امی واقعی عاجز آگئی تھی۔اگر عیسیٰ اپنے والد سے منسلک رشتہ داریوں کو ذمہ داری سے نبھا رہاتھا تو اس میں اعتراض والی کون سی بات تھی۔

"اب بس بھی کرو، تم تو دماغ چاٹ لیتے ہو بندے کا۔" رانیہ نے اسے ڈانٹا تو وہ شانے جھٹک کر مسکرا دیا۔

"نا سہی مگر جب بندہ ہاتھ سے نکل گیا تو پچھتائیں گے آپ لوگ۔" رانیہ بے اختیار امی کی طرف دیکھنے لگی۔جنہیں موسیٰ کی یہ تنگ دلی بالکل بھی نہیں بھا رہی تھی۔

"میں حماد کی طرف جا رہا ہوں۔کھانے تک لوٹ آئوں گا۔" وہ کہتا ہوا چلا گیا تھا۔رانیہ سر جھٹک کر چولہے کی طرف پلٹ گئی۔

...☆☆☆...

"عیسیٰ! جاتے ہوئے رانیہ کو یونیورسٹی چھوڑ دینا۔" ناشتے کے دوران رانیہ کو تیار بیٹھے ناشتا کرنے میں مصروف دیکھ کر عیسیٰ نے لحظہ بھر کو سوچا تو تھا کیونکہ وہ عموماً اس وقت سب کو ناشتا کروانے کی ڈیوٹی نبھا رہی ہوتی تھی۔اب وہ ناشتے سے فارغ ہو کر اٹھنے لگا تو امی نے آرڈر دے دیا تھا وہ نا سمجھنے کے سے انداز میں پوچھنے لگا۔

"وہ کس لیے۔" موسیٰ ہنسنے لگا۔

"یونیورسٹی میں آدمی دو ہی کام سے جا سکتا ہے یا تو پڑھنے یا پھر پڑھانے ہاں کوئی لڑکا ہوتا تو تیسری وجہ بھی ہوسکتی تھی۔"

"سیدھی بات کیا کرو۔" امی نے اسے ڈانٹ دیا پھر گویا عیسیٰ کو متاثر کرنے والے بڑے میٹھے لہجے میں بولیں۔

"ذہین تو یہ شروع ہی سے بہت ہے پھر شوق بھی تھا۔آگے پڑھنا چاہتی تھی تو میں نے کہا کہ لے لو ایڈمیشن آج خیر سے پہلا روز ہے اس کا۔" وہ تفصیل بتا کر اس امید میں اس کا چہرہ دیکھنے لگیں کہ شاید وہ حیرت یا خوشی

کا اظہار کرے تو انہیں رانیہ کی مزید خوبیاں گنوانے کا موقع مل جائے مگر قدرے توقف کے بعد وہ سنجیدگی سے بولا۔

"اور واپسی میں یہ کیا کرے گی؟"

"کیا مطلب واپسی پہ کیا کرے گی؟" امی نے خفگی سے کہا تھا۔"خیر سے اپنی گاڑی ہے اور پھر تم روازانہ دوپہر کے کھانے پر فارغ ہی تو ہوتے ہو۔اسے گھر چھوڑ جایا کرنا۔"

"جایا کرنا" یعنی مستقل ڈیوٹی!" عیسیٰ رضا کے اندر سرخ بتی نے جل کر خطرے کا اعلان کیا تھا۔

"یہ تو بہت پرابلم ہوجائے گی امی! کبھی یہ لیٹ تو کبھی میں۔اس سے تو اچھا ہے کہ یہ پوائنٹ کے ذریعے سفر کرے۔لڑکیوں میں خود اعتمادی آتی ہے تنہا سفر کرنے سے۔" اس نے بظاہر بڑے خلوص سے مشورہ دیا تھا اور امی نے کچھ کہنے کو لب کھولے ہی تھے کہ اس سے پہلے اس "دبی دبائی" لڑکی نے اس کی طرف دیکھ کر بڑے اطمینان سے پوچھا۔

"آپ سے کس نے کہا کہ مجھ میں خود اعتمادی کی کمی ہے؟" بھائی کو گڑ بڑاتے دیکھ کر موسیٰ کو ہنسی آنے لگی۔ پھر وہ امی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں تو پہلے ہی آپ سے کہہ رہی تھی کہ میں پوائنٹ سے چلی جایا کروں گی۔ سیکڑوں لڑکیاں جاتی ہیں۔" اس کا اعتماد قابلِ رشک تھا۔ بے اختیار موسیٰ کا دل چاہا اس کا شانہ تھپتھپا کر شاباشی دے۔ حالانکہ اس کا یہ انداز موسیٰ کے لیے بہت غیر متوقع تھا۔ جتنی پر اعتماد وہ تھی یہ موسیٰ کو خوب علم تھا۔ یقیناً عزتِ نفس پر بن آنے کی وجہ سے مقابل کو چار چوٹ کی مار دی جا رہی تھی۔

"مگر میرا دل نہیں مانتا۔ حالات اچھے نہیں ہیں۔" امی اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"اوکے" پتا نہیں کس دل سے عیسیٰ نے ہامی بھرمی تھی۔

"اوکے کزن بیسٹ آف لک۔" موسیٰ نے مسکراتے ہوئے اسے وش کیا تھا۔

امی نے پیشانی چوم کر دعا دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"کتنی خوب صورت جوڑی ہے ماشاء اللہ۔" اسے عیسیٰ سے ایک قدم پیچھے جاتے دیکھ کر امی نے حسرت سے کہا تو موسیٰ بڑ بڑایا۔

"جی مشرق اور مغرب۔" انہوں نے پھر آہ بھری تھی۔

"یہ لڑکا مان جائے بس۔"

"کیا مطلب کون انکاری ہے؟" وہ چونکا امی کو اپنا دکھ بیان کرنے کا موقع مل گیا۔

"یہی تمہارا بھائی اور کون۔ صاف انکار کردیا ہے اس نے رانیہ سے شادی کرنے سے۔" اسے سن کر واقعی افسوس ہوا پھر پوچھنے لگا۔

"انکار کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی۔"

"یونہی خود کو زیادہ ماڈرن سمجھنے لگا ہے۔ کہتا ہے کہ رانیہ سے شادی نہیں کرسکتا۔ بڑی سیدھی سادی اور پرانے دور کی لڑکی ہے' میرے ساتھ نہیں چل سکتی۔ یہ جیسے افلاطون کا بچہ ہے۔"

وہ پھر تاسف و غصے کا شکار ہونے لگی تھیں۔موسیٰ کو ہنسی بھی آئی اور ذہن میں دفعتاً ہی ایک سوچ بھی لہرائی۔تو وہ یونہی مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

”یہ سب رانیہ کو تو نہیں کہا آپ نے؟“

”لو میرا کیا دماغ خراب ہوا ہے۔کیسا صدمہ پہنچنا تھا اس بے چاری کو۔“

”پھر بھی امی اگر یہ سب اسے نہیں معلوم تو پھر یہ یونیورسٹی۔“

حسن کی ادا بے وجہ نہیں

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

وہ پر سوچ انداز میں کہہ رہا تھا۔امی نے اسے گھورا۔

”کیا بک رہے ہو؟“

”یونہی کچھ حساب کتاب لگا رہا ہوں۔اگر ٹھیک نکلا تو پھر میں ہر حال میں یہ شادی کروا کے رہوں گا۔“ وہ اٹل انداز میں کہتا امی کا دل خوش کرگیا۔

...☆☆☆...

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

عیسیٰ نے محض ناشتے کی میز پر خود سے سرزد ہونے والی بے مروتی کے خمیازے کے طور پر اس سے اس کے مضامین پوچھے تھے اور ان دس منٹوں میں دوسری بار اس عام سی دکھائی دینے والی لڑکی نے اسے حیران کردیا۔

”اکنامکس...؟“ وہ در حقیقت یہی قیاس کیے ہوئے تھا کہ رانیہ بی بی اسلامیات یا پھر زیادہ سے زیادہ اردو ادب میں ماسٹرز کرنے کاشوق پال بیٹھی ہو گی۔

”اتنا مشکل مضمون۔“ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کہہ گیا تو قدرے توقف کے بعد وہ سنجیدگی سے بولی۔

”شاید آپ میرے متعلق کافی غلط فہمی کا شکار ہیں۔خدا کے فضل سے میں خود اعتماد بھی ہوں اور خود آگاہ بھی۔میرا ایڈمیشن میرٹ پر ہی ہوا ہے۔“ اس کے انداز نے عیسیٰ کو خاموش کرا دیا۔

”جھکی اور خشک مزاج ہے۔تبھی تو اکنامسٹ بننے جا رہی ہے۔“ در حقیقت اسے رانیہ سکندر کا ”دنیا مٹھی میں ہے۔“ والا انداز بہت چبھا تھا۔شاید اس

کی اسی خشک مزاجی کا بدلہ لینے کی خاطر یونیورسٹی پہنچ کر گاڑی روکتے ہوئے اسی کے سے انداز میں بولا۔

"شاید واپسی پر میں تمہیں پک نہ کرپاؤں' موسیٰ کو فون کردوں گا۔اگر وہ فارغ ہوا تو آجائے گا۔" وہ خاموشی سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔لب بھینچتے ہوئے عیسیٰ نے گاڑی آگے بڑھادی اور رانیہ سکندر واقعی اتنی اہم نہیں تھی کہ عیسیٰ رضا جیسے بندے کو یاد رہ جاتی۔محض آفس پہنچنے تک کے دورانیے میں وہ اس کے ذہن سے محو ہوچکی تھی۔

...☆☆☆...

یونیورسٹی کا پہلا دن ہی اس کے لیے بہت اچھا ثابت ہوا تھا۔وہ گھبرائی ہوئی تو تھی مگر اسی گھبراہٹ نے دو خوش مزاج و خوش گفتار لڑکیوں' حمیرا اور صباحت کو اس کی طرف بڑھنے پر مجبور کردیا تھا اور کچھ دیر کے بعد وہ تینوں خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔

"مجھے تو اکنامکس سے عشق ہے۔" صباحت کا بیان تھا اور حمیراکا اس سے قطعی مختلف۔

"میرے پاپا کو اکنامکس سے عشق ہے تبھی میں اس ڈیپارٹمنٹ میں ہوں۔" اس کی شکل کے زاویے دیکھ کر وہ دونوں ہنس دیں۔

"اور تم...!" صباحت نے اس سے پوچھا تو پہلے وہ اسے دیکھنے لگی پھر آہستگی سے بولی۔

"یونہی! اتفاق سے بی اے میں اچھی پر سنٹیج آگئی تھی تو میں نے یہی لے لیا۔" صباحت کو اس کے جواب پر حیرت ہوئی تھی جب کہ حمیرا نے باقاعدہ حسرت سے آہ بھری۔

"کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو تجرباتی سبجیکٹ رکھتے ہیں۔ایک ہم ہیں کہ ابا جان کی کھینچی ہوئی لکیر سے ایک انچ بھی ادھر یا ادھر نہیں سرک سکتے۔"

وہ دونوں اس کی آہ و زاری پر پھر سے ہنس دی تھیں۔

آخری پیریڈ اٹینڈ کرنے کے بعد وہ صباحت اور حمیرا کے ساتھ گیٹ کی طرف آگئی۔

"آج کا دن تو یونہی ہنسی مذاق میں گزر گیا۔ابھی دیکھنا کل سے پڑھائی کی ریل ایسی چلے گی کہ شاید اصل اسٹیشن سے بھی دو فرلانگ آگے ہی جا کر رکے۔" حمیرا کو اپنی آزادی سلب کیے جانے کا شدید صدمہ تھا۔جب کہ وہ دونوں مصنوعی ہمدردی سے اس کی ڈھارس بندھا رہی تھیں۔وہ واپسی پر موسیٰ کی آمد کی توقع کر رہی تھی مگر عیسیٰ رضا کو گاڑی میں موجود پا کر اس کی حیرت دو چند ہوگئی۔صبح اس کے خشک انداز سے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ واپسی پر اسے لینے آنا نہیں چاہتا ہے۔ان دونوں کو خدا حافظ کہہ کر وہ گاڑی کی طرف بڑھ آئی۔اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولنا چاہا تو اسے محسوس ہوا کہ وہ مقفل تھا۔اس نے دوبارہ کھولنے کی کوشش کی تو خیال یہی تھا کہ اب کی بار عیسیٰ خود کار لاک کا بٹن پریس کر کے دروازہ کھول دے گا مگر وہ یونہی

بیٹھا چہرہ موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ جھنجلا کر اگلی نشست کے کھلے شیشے میں جھکی۔

"دروازہ تو کھولیے۔"

"میں تمہارا ڈرائیور نہیں ہوں جس کی موجودگی میں تم پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہی ہو۔" وہ ناراضگی سے بولا تو وہ گہری سانس لیتی سیدھی ہوگئی۔عیسیٰ نے دروازے کا لاک کھولا تو وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔وہ بہت تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہا تھا۔ماتھے کی شکنیں اور بھنچے ہوئے لب اس کے موڈ کی خرابی کی گواہی دے رہے تھے۔اسے گھر کے باہر ہی ڈراپ کر کے وہ گاڑی لے اڑا تھا۔رانیہ نے امی کو پورے دن کی رو داد سنائی تھی۔

"بس یونہی خوش رہا کرو رانیہ! میرا دل بھی مطمئن رہتا ہے۔" وہ اسے خوش دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔سالن وہ بنا چکی تھیں' ان کے منع کرنے کے باوجود رانیہ نے کھڑے کھڑے دو روٹیاں ڈال لیں۔

"کل سے میں سالن بھی بنا کر جایا کروں گی۔" پانی کا جگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے کیا یونہی فارغ رکھ کر بے کار کردو گی؟" وہ مسکرا دیں۔تو وہ بھی انہی کے انداز میں بولی۔

"آپ کو عیش کروائوں گی۔'

"خوش رہو بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔" وہ مغموم سی ہوگئیں۔

"خالہ! عیسیٰ کو آپ نے فون تو نہیں کیا تھا مجھے پک کرنے کے لیے۔" بہت دیر سے ذہن میں اٹکا سوال اس کی زبان پر آہی گیا تھا۔

"ہاں تو اور کیا!" وہ سادگی سے بولیں۔"آج پہلا دن تھا نا! میں نے سوچا کہیں بھول ہی نہ جائے کہہ رہا تھا میٹنگ ہے' موسیٰ کو بھیج دیں۔میں نے بھی کہہ دیا کہ تمہی جائو گے تو فوراً مان گیا۔" ان کے انداز میں محسوس کن تفاخر تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"آپ رہنے دیتیں خالہ! میں پوائنٹ سے آجاتی۔ٹھیک کہہ رہے تھے وہ' اس سے لڑکیوں میں خود اعتمادی بڑھتی ہے۔" اسے عیسیٰ رضا کے ماتھے کی شکنیں یاد آرہی تھیں۔

"تم چپ رہو۔اسے اپنی ذمہ داریوں کا پتا ہونا چاہیے۔اگر میں ہی اسے ڈھیل دیتی رہی تو وہ تو بالکل ہی ہاتھوں سے نکل جائے گا۔" انہوں نے اسے ڈانٹ دیا تھا۔وہ چپ ہوگئی۔تو وہ پوچھنے لگیں۔

"تمہیں تو کچھ نہیں کہا اس نے؟"

"نہیں۔" اس نے جگ اپنی طرف گھسیٹا تھا۔پھر گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے سرسری انداز میں بولی۔

"یونہی ان کا موڈ دیکھ کر مجھے لگا کہ وہ اپنی مرضی سے مجھے پک کرنے نہیں آئے ہیں۔"

...☆☆☆...

صباحت اور حمیرا کی دوستی نے بہت جلد اسے اس کی خود ساختہ قنوطیت اور بے پروائی کے خول میں سے نکال لیا تھا۔وہ دونوں آزاد اور بے فکرے ماحول کی پروردہ' زندگی کو ہلے گلے سے گزارنے کی عادی تھیں۔اس لیے ان کے ساتھ رہتے ہوئے رانیہ کا خود میں سمٹے رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔

ایک ماہ کے اندر ہی اس میں بہت تبدیلی آگئی تھی۔

"کیا بات ہے پارٹنر! اب تو دکھائی دینا بھی بند ہوگئی ہو؟" رات کو موسیٰ اس کے کمرے میں چلا آیا۔تو اس نے چونک کر کتاب پر سے سر اٹھایا تھا۔ پھر اسے دیکھ کر مسکرادی۔

"اس کا تو بہت صاف مطلب ہے کہ اب تمہیں عینک لگوا لینی چاہیے۔تمہاری نظر کمزور ہوگئی ہے۔"

"بڑی پڑھائی ہو رہی ہے۔" وہ اس کے بستر پر مائیکرو اکنامکس کی کتابیں بکھری دیکھ کر متاثر ہونے والے انداز میں بولا تو رانیہ نے کتابیں سمیٹ کر اس کے بیٹھنے کی جگہ بناتے ہوئے صاف گوئی سے کہا۔

"خوامخواہ مجھے جھاڑ پر چڑھا رہے ہو' ورنہ تمہاری میڈکل کی بکس دیکھ کر تو مجھے خفقان شروع ہوجاتا تھا۔"

"تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔" وہ بیٹھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا پھر قدرے ہچکچاتے ہوئے بولی۔

"تم مذاق تو نہیں اڑائو گے؟"

"ایسی کیا بات ہے؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"پڑھائی بہت اچھی جا رہی ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ مجھے اکنامکس پڑھتے ہوئے بہت زیادہ مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا' جیسا کہ دوسرے کئی اسٹوڈنٹس کو مسئلہ ہوتاہے۔"

”مان جاؤ لڑکی! تمہیں ابھی خود کو کھوجنے اور دریافت کرنے کی بہت ضرورت ہے۔اپنی صلاحیتوں پر اعتبار کرو گی تو بہت جلد خود کو پالوگی۔“ وہ ہمیشہ کی طرح اسے نصیحت کر رہا تھا۔اس سے پہلے وہ یونہی سرسری انداز میں یا اوپری دل سے اس کی باتیں سن کر سر ہلا دیا کرتی تھی مگر اب وہ جانتی تھی کہ موسیٰ غلط نہیں کہہ رہا ہے۔

”بس جو تھوڑی بہت پرابلم ہوتی ہیں انہیں حل کرنے کے لیے حمیرا نے مجھے پیش کش کی ہے کہ میں اس کے ساتھ اس کے پاپا سے مدد لے لیا کروں۔اکنامکس تو ان کی فنگر ٹپس پر ہے۔پوزیشن ہولڈر ہیں۔صباحت بھی انہی سے مدد لیتی ہے۔میں نے کہا کہ گھر سے پوچھ کر بتاؤں گی۔“

”ایسی آفر کو تو ہاتھوں ہاتھ لینا چاہیے لڑکی! تم بس امی کو بتادیتیں اور جب جی چاہے پڑھائی ہیں مدد لے لیتیں۔“ وہ کہہ رہا تھا رانیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ویسے پارٹنر یونیورسٹی سے تم میں بڑا زبردست چینج آیا ہے۔بڑی پر اعتماد لگتی ہو اب۔“ وہ سراہنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔پھر شرارت سے اضافہ کرتے ہوئے بولا۔

”زیادہ خود اعتمادی تو پوائنٹ کے ذریعے سفر کرنے سے آئی ہوگی۔ویسے اگلے روز بھائی کی شکل دیکھنے والی تھی جب امی نے انہیں بتایا کہ تم پوائنٹ سے چلی گئی ہو۔“

”میں کسی بات کا بدلہ لینے کے لیے ہر گز پوائنٹ میں سفر نہیں کر رہی بس میں کسی پر اپنی وجہ سے خوامخواہ کا بوجھ ڈالنا نہیں چاہتی۔مسلط ہونا نہیں چاہتی۔“ وہ یکلخت ہی سنجیدہ ہوگئی تھی۔

”بے وقوف ہو تم! عیسیٰ رضا جیسا بندہ کبھی کبھار ہی کسی کی ڈرائیوری میں آتا ہے اور تم نے تو ہاتھ آیا موقع گنوا دیا۔اپنی دوستوں میں شو ہی بنا لیتیں کہ اتنا ہینڈسم کزن ہے تمہارا۔“ وہ اب بھی اسی موڈ میں اسے چھیڑ رہا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”عزت اور شہرت وہی پائیدار ہوتی ہے جو انسان کو اپنے حوالے سے ملے کسی کی وجہ سے اہمیت حاصل کرنا یہ تو ایسے ہی ہوا کہ آپ کسی ایسے ملک کے صدر بن جائیں جس کا کہیں وجود ہی نہیں۔“ وہ رسان سے بولی۔تو موسیٰ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر اس کے جملے کی داد دی۔پھر بولا۔

”تھوڑی سی عقل اس زیبا بی بی کو بھی دے دو۔سوائے نخروں کے جسے کچھ آتا ہی نہیں۔“

”اسے وہی سوٹ کرتا ہے۔جس کے پاس جو کچھ ہو' وہ اسی پر ناز کرے گا۔' وہ مطمئن تھی۔

”اور مجھے ایک بات تو بتائو۔تم کیوں اس کی طرح ٹپ ٹاپ سے نہیں رہتیں۔اکنامکس میں ماسٹرز کرنے کے لیے تیل چپڑا سر لازمی تو نہیں ہوتا۔“

”یہ تو خالہ جان ڈالتی ہیں سر میں' اور رہی بات ٹپ ٹاپ سے رہنے کی تو میں کم از کم زیبا جتنی ماڈرن تو نہیں ہوسکتی۔“ وہ صاف گوئی سے بولی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”افوہ...!“ موسیٰ جھنجلایا پھر بے اختیار بولا۔

”اسی لیے تو کسی کو نظر نہیں آتیں۔“ رانیہ لمحہ بھر کو ٹھٹکی ایک نظر اسے دیکھا۔

کس کو...؟“ موسیٰ سنبھل کر بولا۔

”میرا مطلب ہے کہ ماسوائے میرے' بس مجھ کو نظر آتی ہو اور کسی کو نہیں۔“

”تو بس ٹھیک ہے نا!“ رانیہ نے شانے اچکا کر آرام سے کہا تو موسیٰ کو سمجھ نہ آئی کہ وہ اسے کس طرح سے سمجھا کر عیسیٰ رضا کے لیول تک لے آئے۔مگر شاید وہ اس کی بات کی گہرائی کو پا گئی تھی۔

”یہ اس سے دو روز بعد کی بات تھی۔

وہ اسپتال سے جلدی لوٹ آیا۔امی نے خاص تلقین کی تھی رانیہ اس کے لیے ٹھنڈا شربت لے کر آئی تو امی سے بات کرتا موسیٰ ٹھٹک کر رہ گیا۔کھلتے

رنگوں کے لباس میں ملبوس مسکراتی ہوئی رانیہ اس تیل چپڑ کر پھرنے والی رانیہ سے بالکل جدا لگ رہی تھی۔

"یا خدا! یہ کوئی خواب ہے کیا؟ امی حضور! یہ انار کلی ہے تو پھر وہ کون خاتون تھیں جنہیں صدیوں پہلے دیوار میں چنوا دیا گیا تھا؟" گلاس تھامتے ہوئے وہ ایسی اداکاری کر رہا تھا کہ رانیہ کے ساتھ ساتھ امی کو بھی ہنسی آگئی۔وہ پریشانی میں شربت کے گھونٹ بھرتا ساتھ ساتھ رانیہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"شکر کرو کہ آج کے دن ہی سہی' اس کا بھی جی چاہا کہ کچھ اچھا پہن لے۔ الماری بھری پڑی ہے کپڑوں سے مگر یہ ہاتھ نہیں لگاتی۔" امی کا شکوہ بھی بجا تھا۔

مگر وہ اپنی ازلی سستی کا کیا کرتی۔

لیکن اب اگر اس راہ پر چل کے منزل حاصل ہوتی تھی تو کیا برا تھا؟ اس نے آج منزل کی جانب پہلا قدم اٹھایا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اب تم فٹافٹ کپڑے تبدیل کر کے آئو۔" رانیہ نے اسے کہا۔تو وہ صفاچٹ انداز میں بولا۔

"سوری بھئی! میں کوئی مروت دکھانے کے موڈ میں نہیں ہوں۔اتنی راتوں سے نائٹ شفٹ کر رہا ہوں۔آج تو جی بھر کے سوئوں گا۔"

"خبردار!" رانیہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"واللہ! کاجل بھی پہنتی ہو تم؟" وہ اس قدر بے ساختگی سے بولا کہ رانیہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"کاجل لگاتے ہیں آنکھوں میں بیٹا جی! پہنتے نہیں۔" امی مسکرائیں تو وہ خجل سا اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہی... وہی اور پہلے کون سا یہ کبھی اتنے ڈھنگ کے حلیے میں نظر آئی ہے۔ آج تو سب کچھ عجیب سا ہی لگ رہا ہے۔"

”اب بس بھی کرو، میں تو صاف ستھری لگ کے شرمندہ ہو رہی ہوں۔“ رانیہ نے اسے گھڑکا پھر اسے کمرے کی طرف جاتے دیکھ کر بولی۔

”اور تم پانچ منٹ میں باہر آرہے ہو۔ سمجھے!“

”آرہا ہوں بابا!“ وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

ذرا دیر بعد باہر آیا تو جمائیوں پر جمائیاں لیتا۔

”کہیں لے کر نہیں جاؤں گا میں، جو بات کرنی ہے پانچ منٹ یہیں کرو، میں بس بیڈ پہ گر کے سوئوں گا جا کے۔“ وہ مسکراتی ہوئی ٹرے میں اپنے ہاتھوں سے بیک کیا ہوا بادام اور شہد کی ٹاپنگ

سے سجا کیک لیے چلی آئی۔

”ہیپی برتھ ڈے ٹو یو...!“

”خدا صحت کے ساتھ لمبی عمر دے میرے بچے کو اور کامیابیاں۔“ امی نے اس کی پیشانی چومی تو وہ جو جھک کے سینٹر ٹیبل پر ٹرے رکھتی رانیہ کو محویت سے دیکھ رہا تھا۔گڑ بڑا گیا۔

موم بتیوں کی لو اس کے چہرے کو کیا ماورائی سا حسن بخش رہی تھی۔رانیہ نے چھری اس کی طرف بڑھائی۔

”جلدی کرو، چار منٹ رہ گئے ہیں باقی۔“ وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو موسیٰ نے سر جھٹکتے ہوئے چھری تھام لی۔اسی وقت عیسیٰ نے بھی اندر قدم رکھا۔

”ارے واہ، یہاں کیا سلیبریٹ کیا جا رہا ہے؟“ وہ حیران ہوا تو موسیٰ نے برجستہ کہا۔

”وہی جو آپ کو یاد نہیں رہتا۔“ عیسیٰ کو فوراً ہی یاد آگیا آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگا کے وش کیا۔

''آئی ایم سوری' صبح تک تو یاد تھا۔بس آفس کی مصروفیت میں بھول گیا۔ واپسی میں تائی جان نے بلا لیا تو بس...!'' اس کا انداز معذرت خواہانہ تھا۔ کیونکہ موسیٰ ہمیشہ اس کا برتھ ڈے یاد رکھتا تھا۔

''خیریت تو تھی؟'' امی متفکر ہوئیں۔

''جی...!'' وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔اب کیا بتاتا کہ تائی جان کی بیٹی نے ''لائن حاضر'' کر رکھا تھا۔موسیٰ نے اچھی طرح سمجھتے ہوئے بے زاری سے سر جھٹکا۔عیسیٰ کا زیبا کی طرف جھکائو اب بالکل واضح تھا۔

اور پھر موسیٰ نے اپنے تئیں قسم ہی کھالی۔رانیہ کو بدلنے کی۔

یہ کلر پہنو یہ نہ پہنو۔اس بوتیک سے ڈریس لائو۔وہاں سے مت خریدو۔یہ کھائو یہ پیو اس طرح رہو۔موسیٰ نے چن چن کے عیسیٰ کی پسند و نا پسند رانیہ پر لاد دی (مگر عیسیٰ کا نام بیچ میں لائے بغیر) اور وہ بے چاری تو آنکھیں بندکیے موسیٰ کے کہے پر عمل کیے جاتی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''شاباش! گڈ گرل۔منزل کے بہت قریب ہو تم!'' موسیٰ نے چہک کر اس روز کہا جب عیسیٰ نے رانیہ کے بدلے ہوئے روپ کی تعریف کی۔تو وہ جھینپ سی گئی۔

...☆☆☆...

زیبا کا چکر کافی عرصے بعد لگا تو وہ رانیہ کا پر اعتماد اور انوکھا سا روپ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

''چائے...!'' رانیہ نے اسے متوجہ کیا تو وہ چونکی۔

''بہت چینج آگیا ہے تم میں۔'' زیبا کا بات کرنے کا اپنا ہی تمسخرانہ انداز تھا۔

''چلو یونیورسٹی جانے کا کوئی تو فائدہ ہوا۔''

''ارے مزے تو آپ کے ہیں جو یونیورسٹی نہ جا کے بھی فائدے اٹھا رہی ہیں۔''

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

موسیٰ کون سا اس سے کم تھا۔رانیہ نے تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھا مگر وہ ان دیکھا کرگیا۔

"اور سنائیں آج کل کون سی نئی ڈش پکانا سیکھی ہے آپ نے؟" زیبا کا موڈ بگڑنے لگا۔موسیٰ آج اسے گھیرنے کے موڈ میں تھا۔عیسیٰ ابھی چینج کر کے آیا تھا۔خوش دلی سے مسکراتے ہوئے جواب اس نے دیا۔

"بھئی زیبا بہت اچھی کوکنگ کرتی ہے۔خصوصاً چکن کباب ہانڈی مسالے والی مجھے تو بے حد پسند آئی اور میٹھے میں فرنی لاجواب۔"

امی نے شکوہ کناں نگاہوں سے موسیٰ کو دیکھا جیسے شکایت کر رہی ہوں۔بیٹا تو ہاتھوں سے نکلا جا رہاتھا۔بنا بتائے تایا کے گھر جاتا بلکہ کھانا تک کھا کے آتا تھا اور گھر میں کسی کو خبر نہ تھی۔

"ہم تو تب مانیں جب کبھی ہمیں کھلائیں۔" موسیٰ کے لب و لہجے میں آنچ سی تھی۔

"کیوں بھائی کی زبان پر اعتبار نہیں ہے تمہیں۔" زیبا تنک کر بولی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ثبوت کے بغیر ہم کوئی دعویٰ نہیں مانتے جناب! یہ ہماری رانیہ دی گریٹ نا صرف ماسٹرز کر رہی ہے بلکہ کوکنگ میں بھی ماسٹر ہے۔کیوں بھائی!"

موسیٰ تو رانیہ کی تعریف کا کوئی موقع جانے نہ دیتا تھا مگر رانیہ کے ہاتھ کے ذائقے کا معترف ہونے کے باوجود عیسیٰ اس کی تائید کر کے زیبا سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتا تھا۔

"رانیہ کا اس سے بھلا کیا مقابلہ یہ تو شہزادی زیبا النساء ہے۔" وہ دل بری والے انداز میں بولا تو امی کے دماغ میں خطرے کے گھنٹی بج گئی۔موسیٰ نے لب بھینچتے ہوئے رانیہ کو دیکھا جو بے تاثر چہرے کے ساتھ چائے کے برتن سمیٹ رہی تھی۔پھر دفعتاً مسکرا کر تفاخر سے بولا۔

"اور یہ رانیہ ہے' اردن کی ملکہ رانیہ۔"

"صحیح کہا تم نے رانیہ جیسا تو کوئی نہیں۔" امی کو بھی عیسیٰ کا والہانہ انداز پسند نہ آرہا تھا۔سو جی جان سے موسیٰ کی حمائت کی۔مگر عیسیٰ اور زیبا دونوں ہی کو رانیہ کے قصیدے پسند نہ آرہے تھے۔سو عیسیٰ فوراً ہی زیبا کو ڈراپ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کر کے آنے کا بہانہ کر کے اٹھ گیا۔زیبا نے تفاخر سے سر بلند کرتے ہوئے عیسیٰ کی معیت میں قدم بڑھائے تھے۔

اور پھر موسیٰ کی ساری محنت بے کار گئی۔عیسیٰ نے صاف لفظوں میں رانیہ کے لیے انکار کر کے امی کو زیبا کے لیے پروپوزل لے جانے کا کہا تو وہ بھی چپ سی ہوگئیں۔جوان اولاد جب آپ کی بات نہ مانے تو اس کی بات مان لینی چاہیے۔خسارہ کم ہوتا ہے۔یا کم از کم آپ خسارے میں نہیں رہتے۔انہوں نے بھی یہی کیا۔

موسیٰ نے ٹٹول ٹٹول کررانیہ کا چہرہ دیکھا مگر وہ اپنا دکھ چھپانے میں شاید ماہر ہوچکی تھی۔نا کوئی غم نا بہت خوشی۔مگر موسیٰ کا دل اس کا دل ٹوٹنے کے خیال سے بہت دکھی تھا۔بے چاری نے کتنی محنت کی تھی خود کو عیسیٰ کی پسند میں ڈھالنے کے لیے اور انعام کیا ملا؟ کبھی کبھی تو موسیٰ کو حیرت ہوتی۔ جانے عیسیٰ کو رانیہ کیوں دکھائی نہ دیتی تھی جب کہ اس کا بدلا ہوا روپ اور نکھرا ہوا انداز موسیٰ کو بارہا ٹھٹکا گیا تھا۔مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ عیسیٰ کے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

قدم زیبا تک تھم چکے ہیں۔وہ اس سے آگے بڑھنا ہی نہیں چاہتا تھا‘ تو آج کی رانیہ کو کیا دیکھتا۔عیسیٰ کے بہت مجبور کرنے پر امی موسیٰ کے ساتھ مٹھائی کا ٹوکرا لے گئیں کہ جیٹھانی تو پہلے ہی رشتا پکا کیے بیٹھی تھیں۔اب تو محض رسم باقی تھی۔مگر وہاں ان کے تو مزاج ہی نہ مل رہے تھے۔

”بھئی رانیہ کا تو کچھ کریں‘ جوان لڑکی گھر میں بیٹھی ہے اور تم بیٹا بیاہ رہی ہو؟“

”اس کا اس معاملے سے کیا تعلق؟“ امی تو امی موسیٰ بھی چونک کر نا گواری سے انہیں دیکھنے لگا۔

”لو بھئی تعلق کیوں نہیں؟ یہاں تو اصلی نندوں کو بھابیاں کھٹکتی ہیں وہ تو پھر...!“ تائی جان کی ذہنیت ابھی بھی ویسی ہی تھی۔یقیناً یہ زیبا کی پڑھائی گئی پٹی تھی۔ان کا ایک ہی مطالبہ تھا پہلے رانیہ کو اپنے گھر بار کا کرو پھر ہی زیبا اور عیسیٰ کے رشتے کی بابت سوچا جاسکتا ہے۔امی کا بی پی شوٹ کرنے لگا ان کا سرخ پڑتا چہرہ موسیٰ سے چھپا ہوا نہ تھا۔

"اب ان دونوں کی شادی کرنے کے لیے رانیہ کو گھر سے نکال تو نہیں سکتے نا۔"

"نکالنے کو کون کہہ رہا ہے۔شادی کردو اس کی عیسیٰ اور زیبا کے ولیمے والے روز بارات رکھ لو۔" وہ انتہائی اطمینان سے یوں بولیں جیسے رانیہ پانچ برسوں سے منگنی شدہ ہو۔

"رانیہ کے لیے بھی خدا کی طرف سے بہتری ہوگی بھابی! آپ زیبا کے لیے تو ہامی بھریں۔میں تو سیدھے سبھائو شادی کی تاریخ لینے آئی ہوں۔" امی اپنا غصہ، ناگواری اور انا کو بیٹے کے پیار تلے دبائے رسان سے بولیں تو انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"دیکھو بھئی بات صاف ہے۔میری بچی یہ نند وند کے جنجال میں نہیں پڑسکتی۔ تم سے تو خیر اور رشتا ہے مگر وہ کون سا سگی نند ہے۔" وہی محدود سوچ، تنگ ذہنیت۔موسیٰ اپنی جگہ تلملا رہا تھا۔ادھر عیسیٰ نے آج ہی اس رشتے کو

پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضد باندھ رکھی تھی۔مگر تائی جان تو اپنی بات پہ اٹک ہی گئیں۔

امی اورموسیٰ ان کی شرط ساتھ لیے لوٹ آئے۔

"یہ شرط رکھی ہے تمہاری تائی نے لو بھلا اب گھر سے نکال باہر کروں بچی کو۔اتنے تنگ دل ہیں ان لوگوں کے؟" امی تو آتے ہی حوصلہ ہار کر رونے بیٹھ گئیں۔

"افوہ، رونے والی کون سی بات ہے اس میں شادی تو کرنی ہی ہے رانیہ کی۔ کردیں، بس اتنی سی بات ہے۔" عیسیٰ بہت بدل چکا تھا۔امی کو احساس ہوا۔

"اس کے لیے لڑکا چاہیے ہوتا ہے شاید۔" موسیٰ نے چبا چبا کر کہا تو عیسیٰ نے اطمینان سے کہا۔

"ہاں تو تم ہو نا!" اس قدر غیر متوقع الفاظ پر موسیٰ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"تم تو قدر داں بھی ہو اس کی خوبیوں کے۔"

”آپ سے مشورہ نہیں مانگا میں نے۔“ موسیٰ کو الفاظ جمع کرنے مشکل ہوئے۔

”کیوں...؟ اب وہ دنیا کی بہترین لڑکی نہیں رہی کیا؟“ وہ تمسخرانہ انداز میں اسے اسی کے کہے الفاظ یاد کرا رہا تھا۔

”وہ میں نے آپ کے لیے کہا تھا۔“ موسیٰ کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔

”چہ خوب یعنی میرے لیے وہ ایک بہترین لڑکی اور تمہارے لیے نہیں ہے۔“ وہ طنزیہ بولا۔

”امی اس سے آپ کا رشتا طے کرنا چاہتی ہیں۔“ موسیٰ نے تحمل سے جواب دیا پھر مزید بولا۔

”میں نے کبھی اس کے متعلق نہیں سوچا۔“

”تو اب سوچ لو۔میں تو اول روز سے انٹرسٹڈ نہیں ہوں اس معاملے میں۔“ وہ بے پروائی سے بولا۔

”آپ اپنے مسائل کی گٹھری میرے سر پر رکھنے کی کوشش مت کریں۔“ موسیٰ کو غصہ آنے لگا۔”یہ لیں...!“ عیسیٰ نے ہنس کر امی کو متوجہ کیا۔”وہ بہترین لڑکی اب مسائل کی گٹھری ہوگئی۔“

”آپ اس معاملے میں مجھے مت لائیں۔بات آپ کی اور رانیہ کی شادی کی ہو رہی ہے۔فیصلہ امی کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہیں وہی فیصلہ کریں گی اور اس گھر میں سب کو قبول کرنا ہوگا کیونکہ امی نے آج تک ہماری اور اس گھر کی بھلائی کے لیے ہی فیصلے کیے ہیں۔“

موسیٰ کا چہرہ دہک رہا تھا اور لب و لہجے سے آنچ سی اٹھ رہی تھی۔چند لمحوں کے لیے تو عیسیٰ بھی کچھ نہ بول پایاپھر قدرے توقف کے بعد تیوری چڑھا کر بولا۔

”امی! امی بھلا کیا فیصلہ کریں گی؟ میرا مطلب ہے کہ امی کوتو اولاد کی خوشی سامنے رکھ کے ہی فیصلہ کرنا ہے نا!“

"ہاں...!" ان کے لبوں سے سرد آہ نکلی۔"ایک وقت آتا ہے کہ ماں کی خوشی پسِ پشت جا پڑتی ہے اور صرف اولاد کی خوشی مقدم رہ جاتی ہے۔" وہ متاسفانہ انداز میں بولتے ہوئے لحظہ بھر کے لیے رکیں پھر مضبوط لہجے میں بولیں۔

"تمہاری ساس کو رانیہ کی شادی نہ ہونے پر اعتراض ہے اور میں نہیں چاہتی کہ تمہاری مخالفت میں فیصلہ کر کے تمہاری زندگی خراب کروں۔مگر اتنی افراتفری میں' میں واقعی اسے ایسے آنکھیں بند کر کے کہیں نہیں دھکیل سکتی۔" وہ ذرا رکی پھر موسیٰ کو دیکھتے ہوئے باقی بات مکمل کی۔"جتنا موسیٰ اسے جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا اور میری یہی خوشی ہے کہ رانیہ اسی گھر کی بہو بنے۔عیسیٰ نہ سہی موسیٰ سہی۔اس کی حیثیت تو وہی رہے گی نا!" امی نے بھی دھماکا کر ہی دیا۔

موسیٰ کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔جب کہ عیسیٰ نے فوراً آگے بڑھ کر متشکرانہ انداز میں ماں کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں ہیں پکڑ لیے۔

"ڈیٹس گریٹ امی جان! میں بھی یہی چاہتا تھا کہ میرے نہیں تو موسیٰ کے توسط سے آپ کو یہ خوشی ضرور مل جائے۔" امی بھی تمام گلے شکوے بھول کر مسکرادیں۔عیسیٰ نے ٹیڑھی نگاہوں سے موسیٰ کی طرف دیکھا۔"اور موسیٰ کو تو یقیناً کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔جتنی انڈر اسٹینڈنگ ان دونوں کے بیچ ہے' وہ اس رشتے کے لیے آئیڈیل ہے۔" موسیٰ کے لیے یہ موضوع ' یہ فیصلہ بے حد اچانک اور تکلیف دہ تھا۔

"جس کی زندگی کا فیصلہ ہے اس سے بھی کسی نے پوچھا ہے یا وہ کوئی بے جان مورت ہے؟" وہ تلخ ہونے لگا کہ رانیہ کو اس طرح سوچنا بھی اسے گناہ لگتا تھا۔

"وہ امی کی ذمہ داری ہے۔اپنے آپ فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے وہ۔" عیسیٰ نے جلدی سے کہا۔وہ کسی طور اس فیصلے پر کوئی آنچ نہ آنے دینا چاہتا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"یہاں تو اپنی اولاد والدین کے فیصلوں کو پاؤں کی ٹھوکر میں رکھتی ہے بھائی! وہ تو پھر بھانجی ہے۔" موسیٰ نے بھر پور طنز کیا۔مگر عیسیٰ نے جو کھیل کھیلنا تھا۔وہ کھیل چکا تھا' اب اسے اس طنز و تمسخر کی پروا نہ تھی۔

"وہ مجھ پہ چھوڑ دو۔" دفعتاً امی نے آگے بڑھ کے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اس کی فراخ پیشانی چوم لی۔

"میں صدقے میری لاج رکھنے والا میرا شہزادہ بیٹا!" ان کی آواز میں نمی گھلی تھی۔موسی کا دل پسیجا تو احتجاج کے الفاظ اندر سر پٹختے رہ گئے۔وہ دانتوں پر دانت جمائے اپنا ضبط آزما کر رہ گیا۔

...☆☆☆...

عیسیٰ نے فوراً زیبا کو یہ خوش خبری پہنچائی تو وہ اچھل ہی تو پڑی۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو تم؟" اسے لگا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔عیسیٰ ہنسا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"دیکھا' کیسے مسئلہ حل کیا تمہارا۔"

"حل...؟" وہ چیخی۔

"یہ بوگس حل نکالا ہے تم نے؟"

"کیا مطلب؟ تمہی کو اس کا کنواری رہنا خطرہ لگ رہا تھا۔میں نے امی کی توجہ موسیٰ کی طرف کروا دی۔" وہ کچھ سمجھ نہ پایا تھا کہ زیبا کی ناخوشی کی کیا وجہ ہے۔

"افوہ' میں نے یہ کہا تھا کہ اس کی شادی کروا کے کہیں رخصت کریں' یہ تو نہیں کہا تھا کہ مستقل کا سر درد گھر میں ہی پال لیں۔" وہ خوب ہی بگڑی' جھنجلائی۔عیسیٰ کی تیوری پر بھی بل پڑنے لگے۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے زیبا! محض رانیہ کی شادی یا اس کا اس گھر سے چلے جانا؟" اس کے لب و لہجے کی تبدیلی نے زیبا کو سنبھلنے پر مجبور کردیا۔

"خیر، مجھے کیا، ویسے وہ موسیٰ کے ساتھ سوٹ نہیں کرتی۔ڈاکٹر بن چکا ہے وہ۔"

"تو وہ کون سا انگوٹھا چھاپ ہے۔اکنامکس میں ماسٹرز کر رہی ہے۔میں نے تو تم سے بھی کہا تھا کہ آہستہ آہستہ پڑھائی مکمل کرلو۔کم از کم گریجویشن...!"

"لو جی...!" زیبا نے دانت پیسے۔"اب ہر وقت کی مقابلہ بازی ہوا کرے گی۔

"اسے اپنے احساسِ کمتری پر پردہ ڈالنے کے لیے اس سے سر کھپائی کی ضرورت ہے۔مجھے تو خدا نے ذہانت اور حسن دونوں سے نواز رکھا ہے۔" اس نے غرور سے کہا۔عیسیٰ ہنسا پھر اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"اچھا! ویسے کہتے ہیں کہ خوب صورت عورت بے وقوف ہوتی ہے۔"

"پتا نہیں تم خود ہی اندازہ کرلو کہ میں نے تمہیں پسند کیا ہے اب یہ بے وقوفی ہے یا عقل مندی؟" وہ بھی شرارت کے موڈ میں آئی تو عیسیٰ اپنے لفظوں سے پھر گیا۔

"ارے نہیں میری جان! تم میں تو حسن و ذہانت کوٹ کوٹ کے بھرے ہوئے ہیں۔"

"مان گئے ہو آخر!" وہ اٹھلائی۔

"ارے ہم ایسے ہی تو دیوانے نہیں ہوگئے اور سب سے بڑا گن تمہارا سگھڑاپا۔محض خود کو ہی نہیں گھر اور کچن کو سنوارنے کا بھی شوق ہے تمہیں۔" وہ متاثر ہونے والے انداز میں بولا۔

"ہاں، یہ تو ہے۔مگر پھر قدر بھی اتنی ہی کرنی پڑے گی میری۔"

"تم مل تو جائو ایک بار پھر اپنے ہونے پہ رشک کیا کرو گی۔" اس کا لہجہ بوجھل ہو کر سرگوشی میں ڈھلا تو زیبا کی ہنسی میں بھی خمار اترنے لگا۔

...☆☆☆...

وہ نیم تاریک کمرے میں بستر پر اوندھا پڑا زندگی کے اس اچانک اور غیر یقینی المیے پر غور کر رہا تھا' جس سے اچانک ہی واسطہ پڑ گیا تھا۔ایسے ہی جیسے بھاگتے کو غیر متوقع طور پر ٹھوکر لگے اور وہ منہ کے بل آن گرے۔امی کا یہ فیصلہ اس کی زندگی کے بھاگتے گھوڑے کو ایسے ہی ٹھوکر لگا گیا تھا۔اور وہ بہت ذہین' دوسروں کو چٹکیوں میں اڑانے والا اب اوندھے منہ پڑااس المیے کا سوگ منا رہا تھا۔امی نے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ آن کی تو اس نے ناگواری سے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔پھر امی کو سامنے پا کر سیدھا ہو کر تکیے سے ٹیک لگا لی۔

"تم کیوں صبح سے کمرے میں بند پڑے ہو' کیا چھٹی کے مزے لے رہے ہو؟" انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ موسیٰ سے بہت خوش ہیں۔موسیٰ خاموش رہ کر جیسے انہیں اپنی خفگی جتا رہا تھا۔اور وہ کون سا بچی تھیں۔اچھی طرح اس کی کشمکش سمجھ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے موسیٰ! پچھتا رہے ہو میرا کہا مان کر؟" اس نے خفگی سے پر نگاہ امی پر ڈالی۔

"بات پچھتانے کی نہیں امی! پہلے آپ کو مجھ سے بات کرنی چاہیے تھی۔"

"کیوں؟ کیا میرا تم پر اتنا بھی حق نہیں کہ میں خود سے تمہارے لیے کوئی فیصلہ کرسکوں؟" ان کے انداز میں یکلخت ہی اتنی مایوسی اور شکستگی اُتر آئی کہ موسیٰ جیسا سب کا خیال کرنے والا بندہ شرمندہ ہو گیا۔

"وجہ یہ نہیں امی! مگر رانیہ کی خوشی سب سے زیادہ اہم تھی۔" وہ مدہم پڑا کہنا تو چاہتا تھا کہ اس کی خوشی عیسیٰ رضا ہے۔موسیٰ رضا نہیں۔مگر امی نے پر جوش لہجے میں بتایا۔

"اگر تم اس وجہ سے پریشان ہو تو بے فکر رہو۔یہ بات میں نے رانیہ سے پوچھنے کے بعد ہی کی ہے۔" وہ گویا نا سمجھی کے عالم میں انہیں دیکھے گیا۔تو وہ پھر بولیں۔

"اسے اس رشتے پر بھلا کیا اعتراض ہونا ہے۔جتنی تم سے اس کی دوستی ہے، جتنا تم اسے سمجھتے ہو وہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔"موسیٰ نے گہری سانس بھری۔(اسی بات کا تو رونا ہے)؟

"چلو اب تو مسکرادو خوش ہوجائو۔" امی نے پیار سے اس کے بال سنوارے تو وہ بمشکل ہی مسکرا پایا۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔میں اپنی مرحومہ بہن کی روح کے آگے سر خرو ہوئی۔" وہ بے حد خوش تھیں۔اور موسیٰ...؟ اس نے اپنا آپ ٹٹولا۔تو دل بے حد سرد محسوس ہوا اور اندر بے پناہ خاموشی۔

...☆☆☆...

اور پھر ایک ماہ کے اندر اندر امی نے ایسی پھرتی سے دونوں شادیوں کی تیاری کی کہ اپنی تمام بیماری بھول بھال گئیں۔

"ابھی منگنی کردیں۔میری ہائوس جاب تو ختم ہونے دیں شادی جاب کے بعد۔" موسیٰ کا ایک بھی واویلا انہوں نے نہ سنا تھا۔وہ زیبا اور رانیہ کو اکٹھے شاپنگ کے لیے لے جاتیں بری کے تمام کپڑے اور زیور وہ ان دونوں کے پسند سے خریدنا چاہتی تھیں۔

رانیہ تو ذرا بھی دلچسپی نہ دکھاتی مگر زیبا تو ہر کپڑا ہر جوتا اپنی پسند سے لے رہی تھی۔انہوں نے دونوں بہوئوں کے لیے ایک سے جوڑے لینے چاہے تو زیبا نے صاف لفظوں میں منع کردیا۔

"چچی جان! رانیہ کے لیے آپ اپنی پسند سے لے لیجیے۔میں ایک جیسے یونیفارم نہیں پہن سکتی اور ویسے بھی میں اپنے سارے کپڑے بوتیک سے تیار کروائوں گی۔" رانیہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ورنہ جیسے ڈارک اور برائٹ کلرز زیبا اپنی بے تحاشا گوری رنگت کو نمایاں کرنے کے لیے خرید رہی تھی وہ رانیہ تو کبھی نہ پہنتی۔

اس نے اپنے لیے میڈیم کلرز پسند کیے اور باقی تمام امی پر چھوڑ دیا۔وہ اس کی سعادت مندی پر خوش تھیں۔

”تمام رنگ تمہاری پسند کے لیے ہیں رانیہ نے... خوب نبھے گی تم دونوں کی۔“ امی نے بطورِ خاص موسیٰ کو بتایا تھا۔موسیٰ کو بے اختیار یاد آیا۔

(عیسیٰ کی پسند میں ڈھلنے والی... اب مجھ سے نبھا کر پائے گی کیا؟)

اور پھر وہ دن بھی آیا کہ در و دیوار پہ شادمانی کا سایہ ہوا اور دو اپسرائوں جیسی دلہنیں اس گھر میں اتریں۔عیسیٰ کے ہر انداز میں شوخی اور زیبا کی ہر ادا میں اتراہٹ۔مگر موسیٰ کی مسکراہٹ بھی سوچ تھی اور رانیہ کا انداز پرسکون یا شاید پر سکوت موسیٰ یہی سوچ سکا۔

امی کسی کام سے کچن میں آئیں تو اسے فریج سے ٹیک لگائے پانی کی بوتل ہاتھ میں تھامے کھڑا دیکھ کر حیران ہوگئیں۔

”تم کچن میں کیا کر رہے ہو؟“ وہ سنبھلا اور پانی کی بوتل منہ سے لگالی۔

”کمال کرتے ہو موسیٰ! تمہارے کمرے میں پانی کی بوتل بھی رکھی تھی میں نے۔“

”اچھا! نظر نہیں آئی۔“ وہ نارمل سے انداز میں کہتا مڑ کر فریج میں بوتل رکھنے لگا۔پھر ان سے پوچھنے لگا۔

”آپ کیوں نہیں سوئیں ابھی تک؟“

”ایسے ہی سب کچھ سمیٹتے سمیٹتے دیر ہوگئی۔تم چلو اب رانیہ بے چاری انتظار میں تھک گئی ہوگی۔“ انہیں فکر تھی رانیہ کو آج ہلکی سی حرارت بھی ہو رہی تھی۔موسیٰ کو اپنے کمرے میں آنا ہی پڑا۔اک عجیب سی شرمندگی اور ہلکے پن کا احساس اسے گھیرے ہوئے تھا۔کوئی ایسا شوہر جس کی بیوی کسی اور کو پسند کرتی ہو اس کے جذبات و احساسات کیسے ہوسکتے ہیں؟“

اسے رانیہ سے کوئی امید یا خوش فہمی نہ تھی، مگر پھر بھی اسے کمبل اوڑھے بے سدھ سویا پا کر موسیٰ نے خود کو مزید سرد ہوتا محسوس کیا تھا۔

موسیٰ کو غصہ آیا اور جی بھر کے آیا۔رانیہ کے دو غلے پن پر یا بزدلی پر جو بھی کہا جائے وہ موسیٰ کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتی تھی اور یہ اس نے موسیٰ کو اول روز ہی باور کرادیا تھا۔چند ثانیوں تک وہ کمرے کے وسط میں کھڑا، آنکھوں پر چوڑیوں سے سجا بازو رکھے بے سدھ سوئی رانیہ کو کینہ پرور نگاہوں سے دیکھتا رہا۔کبھی یہ لڑکی اس کی سب سے اچھی اور بے لوث دوست ہوا کرتی تھی۔جانے یہ ریا کاری اور دکھاوا اس نے کہاں سے سیکھ لیا تھا اور اب آئندہ وہ کیا انداز دکھانے والی تھی؟ لائٹ بند کر کے اس نے ڈم لائٹ آن کی اور کپڑے تبدیل کرنے کی غرض سے باتھ روم میں چلا گیا۔زندگی کے اس دور کے متعلق موسیٰ نے جب بھی کبھی سوچا تو سوچوں میں نرماہٹ سی در آتی۔وہ اپنی شادی شدہ زندگی کو بہت رومینٹک طریقے سے گزارنا چاہتا تھا۔کسی ایسی لڑکی کے ساتھ جسے وہ جی بھر کر چاہتا اور وہ فقط اسے چاہتی۔اس کی سانس کے ساتھ سانس لیتی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

زیاں کا شدید احساس اس کے دل میں کثافت بھرنے لگا۔پچھلی زندگی تو گزر گئی، اب جو دور شروع ہوا تھا، وہ موت تک کا تھا اور پہلی ہی رات جو بے کیفی چھائی تھی، یقیناً اس سے آگے بھی واسطہ پڑنے والا تھا۔وہ باہر نکلا تو ڈم لائٹ سے آنکھوں کو مانوس ہونے میں چند لمحے لگے۔موسیٰ نے غور کیا۔کمرے میں سوائے فرش کے، سونے کی اور کوئی جگہ نہ تھی اور فرش پر سونا اس کی نفاست پسند طبیعت کو قطعاً گوارا نہ تھا۔چہ جائیکہ چادر ہی کیوں نہ بچھی ہو۔

"ٹھیک ہے، جب اسے پروا نہیں، کتنے ٹھاٹ سے سو رہی ہے۔میرا تو پھر بھی یہ ذاتی بستر ہے۔" شانے جھٹکتا وہ آگے بڑھا اور بستر پر دراز ہوگیا۔مجال تھی جو رانیہ کی نیند میں ذرا سا بھی خلل پڑا ہو۔وہ بہت سی بدگمانیاں اوڑھ کر سوگیا۔

☆...☆...☆

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اگلی صبح روایتی صبح ہر گز نہ تھی کم از کم موسیٰ کے لیے بالوں میں نرم انگلیوں کی سرسراہٹ اور پھر کسی نے اس کا شانہ زور سے ہلایا۔موسیٰ نے مندی آنکھوں سے ایک نظر رانیہ کو دیکھا اور کروٹ بدل لی۔

"صبح ہوئے کافی دیر ہوچکی ہے جناب! خالہ جان ناشتے پہ انتظار کر رہی ہیں۔" وہ دوسری طرف سے آکر اس کی طرف جھکتے ہوئے بولی تو یکلخت موسیٰ کو یاد آیا کہ زندگی کل سے ایک نیا موڑ لے چکی ہے۔آج تو وہ کسی اور ہی حیثیت سے اس کے کمرے میں موجود تھی۔ساری نیند پل بھر میں اُڑن چھو ہوئی اور وہ اٹھ بیٹھا۔رانیہ مسکراتے ہوئے چادر تہہ کرنے لگی۔

"آج پہلی بار اتنی جلدی اٹھے ہو' ورنہ پورا اصطبل بیچ کے سوتے تھے۔" اس کا انداز پرانا تھا۔وہی اپنا اپنا اور دوستانہ سا۔مگر موسیٰ اس سمجھوتے میں اس کا ساتھ دینے کو تیار نہ تھا۔وہ جواب دیے بنا بستر سے اترا اور باتھ روم میں چلا گیا۔چادر تہہ کرتی رانیہ کے ہاتھ سست پڑے اور ہونٹوں کی مسکراہٹ گم

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہوگئی۔کمرے کی حالت درست کر کے وہ کچن میں چلی آئی۔جہاں خالہ جان ناشتے کی ٹرے تیار کر رہی تھیں۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ میں بس آنے ہی والی تھی۔" وہ بے ساختہ آگے بڑھ کے ٹرے اٹھانے لگی۔

"تمہارا کیا خیال ہے آج مہندی لگے ہاتھوں سے بھی یہی کام کرائوں گی؟" انہوں نے اسے ہاتھ تھام کر پیار سے روک دیا۔وہ اپنی نئ پوزیشن کا خیال کر کے ذرا جھینپی۔

"میرے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ تو دنوں تک نہیں جاتا۔اب اتنے دنوں مہمان بن کے تو نہیں بیٹھ سکتی میں۔"

"نہ سہی! مگر آج تو ولیمہ ہے نا!" وہ مسکرائیں پھر پوچھنے لگیں۔

"موسیٰ اٹھ گیا ہے؟"

"جی...!" وہ پلٹ کر ٹرے اٹھانے لگی۔وہ اس کے تاثرات نہ دیکھ پائی تھیں۔

"ہم اکیلے ہی ناشتا کریں گے؟" اسے خیال آیا تو پوچھنے لگی۔

"زیبا کے تو گھر سے ناشتا آئے گا۔دس تو بج چکے اب ہم کب تک ایسے ہی بیٹھے رہیں۔وہ دونوں جاگیں گے تو کرلیں گے ناشتا!" انہوں نے خیال ظاہر کیا تو وہ محض سر ہلا کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل دی۔

امی کے آنے تک موسیٰ بھی آگیا۔اس کے سلام کے جواب میں امی نے اسے خوب دعائوں سے نوازا۔رانیہ حسبِ عادت ومعمول امی اور پھر موسیٰ کے لیے چائے مگ میں ڈالنے کے بعد

موسیٰ کی پلیٹ میں ناشتے کے لوازمات رکھنے لگی۔

"رہنے دو۔" اخبار جھٹک کر سیدھا کرتے ہوئے وہ رکھائی سے بولا۔"میں صرف چائے لوں گا۔"

"طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری، ناشتا کیوں نہیں کر رہے؟" امی نے تفکر سے پوچھا۔مگر جسے پوچھنا چاہیے تھا، وہ اب اپنے لیے ناشتا پلیٹ میں نکال رہی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"بس ایسے ہی موڈ نہیں ہو رہا۔" وہ اخبار کے پیچھے گم ہوگیا۔ناراض اور سنجیدہ سا۔امی نے حیرت سے رانیہ کو دیکھا وہ یوں ناشتا کرنے میں مگن تھی، جیسے آج کا دن کوئی خاص دن نہ ہو، یا وہ وہی پہلے والے موسیٰ اور رانیہ ہوں۔مگر نہیں...!

اگر وہ پہلے والی رانیہ ہوتی تو اب تک موسیٰ کے ہاتھ سے اخبار چھین کر لپیٹ لپاٹ دیتی۔

"ناشتے کے وقت دھیان سے ناشتا کیا کرو، کیسے ڈاکٹر ہو تم؟" وہ اس پر رعب ڈالا کرتی تھی۔اور اب...؟

انہوں نے کچھ اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ڈائننگ ٹیبل پہ ان دونوں کی موجودگی کے باوجود چھائی خاموشی کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہی تھی۔مگر اسی وقت زیبا کے میکے سے اس کی شادی شدہ بہن اور کزنز ناشتا لے آئیں تو ان کا دھیان بٹ گیا۔

"دوسرا جوڑا کہاں ہے بھئی!" مہرالنساء عرف مہرو جو کہ زیب النساء عرف زیبا کی بڑی بہن تھی، آنکھیں نچا کر پوچھ رہی تھی۔ساتھ کنواری کزنز جن میں خالہ اور ماموں زاد بہنیں تھیں ان کی کھی کھی کھی۔ابھی تو وہ دونوں نہیں اٹھے۔" امی نے مختصراً جواب دیا۔

"ہاں، ان کی نیندیں ہی پوری نہیں ہوئیں ابھی تک؟ میں دیکھتی ہوں جاکے۔" وہ مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کرتی انہیں اٹھانے چل دیں۔

"آپ تو دلہن لگ ہی نہیں رہیں۔" زیبا کی خالہ زاد نے رانیہ کو دیکھتے ہوئے آنکھیں پٹپٹائیں۔تو وہ قدرے گڑ بڑا گئی کہ اس بات کا اب کیا جواب دیتی مگر موسیٰ نے اخبار تہہ کر کے بڑے اطمینان سے کہا۔

"دلہن کے سر پہ دو سینگ ہوتے ہیں کیا؟" اب کے سب ہنسی تھیں۔مگر پہلے پہلے والی اب بھی نہ ہاری۔

"بھئی بندہ تیار شیار ہوکے رہتا ہے، شام تک یونہی سادہ سی گھومتی رہیں گی؟"

موسیٰ کا تو بحث کا پورا ارادہ تھا مگر رانیہ نے مختصراً بات ختم کردی۔

"مجھے یونہی اچھا لگتا ہے۔"

زیبا کی بہن اسے جگا کر ہی لوٹی۔

ناشتے کی ٹیبل پر بھی زیبا کی آنکھوں میں نیند بھری تھی۔

"صبح صبح ناشتا لے کے پہنچ گئیں۔فون کرکے پتا ہی کر لیتیں۔" اس نے جماہی لیتے ہوئے خود سے تین سال بڑی بہن کو لتاڑا۔

"تمہاری صبح تو شام تک نہ ہوتی۔" اس نے جواباً طنز کیا۔

"تو اب بھی نیند کہاں پوری ہوئی ہے۔" زیبا کے منہ پھٹ طبیعت تو تھی ہی مگر یہ بے باکی، وہ بھی سب کی موجودگی میں امی تو بہانے سے آرام کرنے کا کہہ کر چلی گئیں۔عیسیٰ میٹھی نظروں سے بیوی کو دیکھ رہا تھا۔زیبا کی کھلی ڈلی گفتگو، اس کی کزنز کی ذو معنی ہنسی اور عیسیٰ کا وارفتہ انداز! رانیہ معذرت کرتی اٹھ گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ناشتا تو کرلو۔“ زیبا کو خیال آ ہی گیا۔

”ہم تو کر ہی چکے تھے۔“ وہ رکی نہ تھی۔

”لگتا ہے ان کی بھی نیند پوری نہیں ہوئی۔“ با آواز بلند سرگوشی اور پھر دبی دبی ہنسی۔موسیٰ اندر ہی اندر تلملایا۔

”تم تو ناشتا کرلو۔“ عیسیٰ نے اسے متوجہ کیا۔

”آپ کیجیے، مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔“ وہ کرسی کھسکا کر اٹھتے ہوئے قصداً مسکرایا۔مگر وہاں ان سب کی محفل اس قدر مکمل تھی کہ کسی کا بھی جانا انہیں محسوس نہیں ہوا تھا۔

وہ گاڑی لیے بے وجہ ہی سڑکوں پر پھرتا رہا۔

اب رنگِ زندگی کیا ہوگا؟

فقط ایک ہی سوال ذہن میں گردش کر رہا تھا۔جانے کتنی دیر تک سڑکوں کی خاک چھاننے کے بعد وہ گھر لوٹا تو امی اس کی منتظر تھیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”تم کہاں آوارہ گردی کرتے پھر رہے ہو؟“ اسے دیکھتے ہی وہ ناراض ہونے لگیں۔

”یہیں تھا۔“

”مجھے تو سمجھ نہیں آرہی یہ ہو کیا رہا ہے۔شادی والا گھر شادی والا لگ ہی نہیں رہا۔“ وہ خفا تھیں۔

”میں تو کام سے گیا تھا۔“ وہ سر کھجانے لگا۔امی نے تاسف سے اسے دیکھا۔

”آج کے دن کے لیے بھی کوئی کام اٹھا رکھا تھا تم نے؟“

”بس ایسے ہی۔“ وہ نادم سا ہوا۔

رانیہ نے چائے کا کپ لا کر امی کو تھمایا۔موسیٰ کی نگاہ بے اختیار اس کی طرف اٹھی۔صبح سادگی کا دعویٰ کرنے والی اس وقت گہرے فیروزی رنگ کے جھلملاتے کپڑوں میں دمک رہی تھی۔

"ٹائم ہی کتنا رہ گیا ہے فنکشن میں اور ابھی ان دونوں نے پارلر بھی جانا ہے، کون لے جائے گا؟ عیسیٰ صاحب تو ناشتے کے بعد جو سوئے تو پھر جاگے ہی نہیں کہ کوئی ارادہ پوچھا جائے، بمشکل زیبا کو اٹھایا کہ ایک آدھ محلے دار آگئی تھی۔"

امی کچھ کہہ رہی تھیں شاید...وہ چونکا۔

"جی...!" اس کی "جی" کچھ سوالیہ تھی تو کچھ چونکنے والی۔امی کو جی بھر کے اس کی غائب دماغی پر غصہ آیا۔

"شاباش! میں پتا نہیں کون سی حکایت سنا رہی ہوں اور یہ صاحب! اپنے ہی خیالوں میں۔" وہ اچھی خاصی ناراض ہوگئی تھیں۔

"اچھا نا میں ہی لے جائوں گا دونوں کو پارلر۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں کہتا کمرے کی طرف بڑھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تم نے تو کھلی چھوٹ دے دی ہے اسے، ذرا قابو کر کے رکھو۔اس کے آس پاس رہو۔"اسے امی کی دھیمی آواز کمرے تک سنائی دی۔وہ رانیہ سے کہہ رہی تھیں۔موسیٰ لب بھینچتا کمرے میں چلا آیا۔

☆...☆...☆

کچھ تھکاوٹ اور کچھ خالی بستر پر ملکیت کا احساس! وہ شاید نیند کے جھونکے کی زد میں آگیا۔ورنہ یہ سونے کا ٹائم تو ہر گز نہیں تھا۔وہ بھی اس صورت میں کہ وہ آج ولیمے کی تقریب کا دولہا نمبر دو تھا۔اسے اپنی پیشانی پر کوئی لطیف سا لمس محسوس ہوا اور اس کے بعد بالوں میں سر سراہٹ...! وہ چونک کر کچی نیند سے بے دار ہوا تھا۔لمحہ بھر کو ساکت سا لیٹا رہ گیا۔

اس کی نگاہ خود پہ جھکی رانیہ کی نگاہوں سے ٹکرائی تو اسے جاگتا پا کر وہ جھینپی اور اس کے بالوں میں سے اپنا ہاتھ کھینچ کر سیدھی ہوگئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اٹھ جائو‘ دیر ہو رہی ہے پارلر لے جانے کی ذمہ داری تمہاری ہے۔" فوراً ہی اسے جگانے کی وجہ بتائی۔

تھوڑی دیر اسے بہت اجنبی نگاہوں سے دیکھتے رہنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھا۔وہ اپنی پارلر ساتھ لے جانے والی اشیاء اکٹھی کر کے بیگ میں رکھ رہی تھی۔ شولڈر بیگ میں زیور رکھ کر پلٹی تو موسیٰ کو عین اپنے پیچھے کھڑا پا کر ٹھٹک گئی۔پھر فوراً ہی کترا کر سائیڈ سے نکلنے لگی تھی کہ موسیٰ کے ہاتھ نے اس کے بازو کو گرفت میں لے لیا۔

"پارلر سے دیر ہو رہی ہے۔" وہ خائف سی ہو کر بولی۔

موسیٰ کی گرفت میں نا تو اپنائیت کا لمس تھا اور نا ہی محبت کی نرمی۔

"رومینٹک نہیں ہو رہا ہوں میں۔" اسے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کرتے ہوئے وہ کوئی اور ہی موسیٰ تھا۔کرخت اور سرد مہر...!

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اور نہ ہی اس ان چاہے رشتے میں رومینس کی گنجائش نکلتی ہے۔جب دل کی رضا شامل نہ ہو‘ ذہن میں کوئی اور نکاح میں کوئی اور ہو تو میاں بیوی کا رشتا محض کاغذی کارروائی کہلاتا ہے۔

سمجھیں۔" پھنکارتا ہوا اجنبی لہجہ... وہ اسے جھٹکتا واش روم میں گھس گیا۔

رانیہ ٹھٹھرے حواس لیے وہیں ساکت و جامد کھڑی تھی۔

☆...☆...☆

ولیمے کی تقریب گزری تو اس کے بعد دن تیزی سے معمول پر آئے مگر اس گھر کے نفوس جیسے اپنے معمول سے ہٹ گئے۔عیسیٰ اور زیبا کی صبحیں دیر سے ہونے لگیں۔رانیہ گم ص

م تھی تو موسیٰ اجنبی اور لا تعلق! امی چند دنوں میں بو کھلا گئیں۔عیسیٰ اور زیبا کسی دوست کے ہاں دعوت میں گئے تو امی کے ہاتھ موسیٰ کے کان کھینچنے کا موقع لگا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"جی...!" وہ اس کی پلیٹ میں سالن ڈالنے کو بڑھتی رانیہ کو ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے مختصراً بولا اور پھر اپنے لیے خود سالن نکال لیا۔انہوں نے موسیٰ کی یہ حرکت نوٹ کی تھی۔

"تو پھر موڈ خراب ہوگا؟" انہوں نے طنز کیا۔

موسیٰ نے نا سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھا۔

"یہ کیا گھر کا ماحول بنا رکھا ہے تم لوگوں نے؟ بڑا ہے تو وہ اپنی دنیا میں گم ہوگیا ہے، ادھر تم ہو تو تمہیں جیسے گھر سے کوئی غرض ہی نہیں۔اسپتال ہی کو گھر بنا لیا ہے۔ماں تو ماں، نئی نویلی دلہن کا بھی کوئی خیال نہیں۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

(اسی کا خیال تو گھر آنے سے روکتا ہے)۔

موسیٰ نے لب بھینچے۔

"بھائی کہاں ہیں؟"

اس کے کسی دوست کے ہاں دعوت تھی۔" انہوں نے بتاتے ہوئے جتلا بھی دیا۔"ایک وہ ہے کہ جس کی دعوتیں ختم نہیں ہو رہیں اور ادھر تم ہو، مجال ہے جو کسی دعوت کے لیے ہامی بھری ہو۔پتا نہیں کیا غلط فیصلہ کر دیا ہے میں نے۔"

"افوہ، امی جان! یہ تو بس چند ایمرجنسی کیسز کی وجہ سے لگاتار ڈیوٹی دینا پڑی۔ایک ڈاکٹر چھٹی پر تھا مگر اب آپ بے فکر رہیں اگلے چار دن بالکل فارغ ہوں میں۔لے جائوں گا آپ کی بہو رانی کو گھمانے۔" اس نے جلدی سے امی کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی سعی کی لفظ 'بہو رانی' میں جو طنز چھپا تھا اسے رانیہ نے شاید پالیا تبھی ایک نگاہ موسیٰ کے چہرے پر ڈالی۔اب تو اس کے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

چہرے پر عجیب سا بیگانہ پن نظر آتا تھا۔یہ دوست چہرہ' کس قدر اجنبی اور پرایا ہوگیا تھا وہ بھی اس قدر قریبی رشتا بندھنے کے بعد۔

امی فوراً غصہ بھول کر پر جوش ہوئیں۔

"خدا بھلا کرے تمہارا' تو پھر اپنی خالہ کا گلہ دور کردو۔کل اسلام آباد کا چکر لگا لو چار دن کے لیے۔تفریح بھی ہوجائے گی اور عذرا آپا کی ناراضگی بھی دور ہوجائے گی کہ اتنی مرتبہ دونوں بھائیوں کی دعوت کی مگر کوئی نہیں پہنچا۔"

موسیٰ چیں بہ جبیں ہوا۔

"مکمل چھٹی تھوڑی ہے۔بس اگلے چار دنوں ہیں کام کا بوجھ کچھ کم ہے اور ایمرجنسی کا کیا ہے' کبھی بھی آسکتی ہے۔"

"اللہ خیر کرے گا' جس ڈاکٹر کے حصے کی ڈیوٹی دیتے رہے ہو چار دن وہ تمہاری نبھالے گا۔تم نے تو شادی کے لیے بھی محض اڑھائی چھٹیاں لی تھیں۔" وہ اطمینان سے کہتی موسیٰ کا سکون غارت کر گئیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھلا ان دونوں کے مابین یہ "ہنی مون ٹائپ" کا تعلق کہاں سے تھا کہ اسلام آباد کے رومینٹک ٹور پر جاتے۔

"نہیں' نہیں! ہم دونوں یہیں گھوم پھر لیں گے خالہ کی ناراضگی دور کرنے کے لیے بھائی اور بھابی کو بھیج دیں۔" وہ بدکا۔

"وہ تو کبھی نہ ٹلیں۔مگر شادی سے لے کر ابھی تک وہ چھٹیوں پر چھٹیاں کیے جا رہا ہے۔پرائیویٹ نوکری ہے' باوا کا آفس تو نہیں کہ کوئی لات مار کے باہر نہ کردے گا۔اسے تو میں بھنک بھی

پڑنے نہیں دوں گی۔" وہ قطعیت سے بولیں تو موسیٰ نے بے اختیار پہلو بدلا۔

"خالہ کو میں منا لوں گا امی! میرا ہاؤس جاب مکمل ہونے میں ایک آدھ مہینہ رہ گیا ہے۔پھر فارغ ہی فارغ ہوں۔پھر لمبا چکر لگائیں گے۔" ہلکے پھلکے انداز میں انہیں مطمئن کرنا چاہا مگر انہوں نے اسی قطعی لہجے میں کہا۔

"میں نے کہہ دیا تو بس سمجھو پکا ہوگیا' بعد میں جتنے لمبے چکر چاہو لگا لینا۔ مگر یہ چار دن تو میں نے طے کرلیے ہیں۔"

"یا اللہ...!"

موسیٰ کا جی چاہا اپنے بال نوچ لے۔اس نے سنجیدگی سے کھانا کھاتی رانیہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔مگر وہ جانتا تھا امی کی بات ٹالنے کا مطلب ہے ان کی ناراضگی مول لینا اور اسی سے بچنے کے لیے تو اس نے شادی کے لیے ہامی بھری تھی۔وہ بد دلی سے روٹی کا لقمہ توڑنے لگا۔

"سردی تو یہاں لاہور میں بھی کافی ہے۔مگر اسلام آباد میں تو صحیح معنوں میں سردی شروع ہوچکی ہے۔اپنے خوب گرم والے کپڑے اور سویٹر' جرسیاں رکھ لینا ساتھ۔" امی کھلتے لب و لہجے میں رانیہ کو نصیحت کر کے موسیٰ سے مخاطب ہوئیں۔"ویسے اگر تم چاہو تو ان چار دنوں میں مری کا چکر بھی لگ سکتا ہے۔" موسیٰ جل کر رہ گیا۔

"ہاں! تب تو عذرا خالہ ناراض نہیں ہوں گی نا!" وہ کھسیائیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہاں' سچ چلو ٹھیک ہے پھر سہی۔" موسیٰ سر جھٹک کر رہ گیا۔دل ہی دل میں وہ خود کو کوس رہا تھا جس نے اگلے چار دن کی فراغت کا یوں ببانگ دہل اعلان کیا تھا کہ گویا اوکھلی میں ہی سر دے دیا تھا۔

☆...☆...☆

برتن دھو کر کچن سمیٹنے کے بعد وہ کمرے میں آئی تو موسیٰ تکیے سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا۔اضطرابی انداز میں مسلسل ہلنے والا پاؤں اس کے اضطراب کی نشاندہی کر رہا تھا۔اتنا تو وہ بھی اسے جان ہی گئی تھی۔وہ سفری بیگ لے کر الماری میں سے کپڑے نکال کر اس میں رکھنے لگی۔

"سادہ سے ہی کپڑے رکھنا' ہنی مون ٹور نہیں ہے یہ۔" کٹیلا سا لہجہ۔

"ہنی مون ٹور ہوتا تب بھی سادہ سے ہی رکھتی۔" وہ بدستور کپڑے تہہ کرتے ہوئے آرام سے کہتی موسیٰ کا ضبط آزما گئی۔

"تم منع بھی تو کرسکتی تھیں امی کو۔" وہ اس پر جھنجلایا۔

"تم نے کیا تو تھا' میرے کہنے سے کیا فرق پڑتا؟" وہ اپنے مخصوص بے نیازانہ موڈ میں تھی۔وہی موڈ جس میں آکر وہ کبھی عیسیٰ رضا کو کھرے جواب دیتی تھی تو موسیٰ اس کی خوب ہی پشت تھپ تھپاتا تھا۔مگر آج اس کا یہ موڈ اسے تپا گیا تھا۔

"اس سے کم از کم مجھ پر یہ بات واضح ہوجاتی کہ تمہیں میرے ساتھ ایسے ٹورز پر جانے کی کوئی حسرت نہیں۔" وہ سلگ کر بولا۔

وہ بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے سرسری انداز میں بولی۔

"ہوسکتا ہے مجھے کوئی اعتراض نہ ہو۔" اس کے الفاظ نے جادو اثر کیا۔خون کی گرم لہر موسیٰ کے دماغ میں دوڑ اٹھی۔اچھل کر بیڈ سے اترتے ہوئے وہ اس کے مقابل آگیا تو وہ جو بیگ بند کرکے سیدھی ہی ہوئی تھی' سٹپٹا گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں۔تمہیں کیوں اعتراض نہیں؟" عجیب سا لہجہ اور اس سے بھی زیادہ عجیب الفاظ اس قدر قریب وہ پہلی بار کھڑا ہوا تھا۔اتنے قریب کہ اس کے کپڑوں سے اٹھتی اوبیشن کی خوش بو رانیہ کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔موسیٰ نے ان گھبرائی وحشت زدہ آنکھوں کو پہلی بار اتنے قریب سے دیکھا تھا۔انہی لمحوں میں اسے محسوس ہوا کہ اس کی سیاہ آنکھیں چمک دار اور شفاف تھیں اور یہ کہ اس کی صبیح پیشانی کا حسن اس کے بالوں کی سیدھی مانگ بڑھا رہی تھی اور اس پیشانی اور ان آنکھوں سے تھوڑا ہی نیچے احمریں لب۔

"میں اس بندھن میں اپنی مرضی سے بندھی ہوں۔" اس کی قربت سے اگر وہ خائف بھی تھی تو اس نے موسیٰ کو اندازہ نہیں ہونے دیا تھا۔مگر موسیٰ کو تو ان لمحات میں وہ اپنے حواس پر چھائی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔بری تو وہ موسیٰ کو پہلے بھی کبھی نہیں لگی تھی مگر پہلے پسندیدگی کا پیمانہ کچھ اور تھا اور اب کی یہ قربت...! وہ اسے اپنے حواس سے جھٹکنا چاہتا تھا تبھی تلخی سے بولا

"کیونکہ تم اس گھر سے جانا نہیں چاہتی تھیں۔" وہ چند ثانیوں تک خاموش رہی اور اتنے عرصے تک موسیٰ اپنا ضبط آزماتا رہا۔

اس نے خفیف سی پلکیں اٹھا کر موسیٰ کو ایک نظر دیکھا پھر بولی تو اس کی آواز کی لرزش موسیٰ سے چھپی نہیں رہ سکی۔

"ہاں' یہ سچ ہے۔"

موسیٰ خاموش تھا۔اس موضوع پر کچھ بھی کہنا اسے اپنی توہین کے مترادف لگتا تھا۔مگر اس کے تاثرات ایک ہی سوال پوچھ رہے تھے۔

"کیوں...؟"

"اس گھر میں میرا ایک بہت اچھا دوست بھی رہتا تھا۔" وہ شاید جتا رہی تھی۔موسیٰ کے برے رویے کو۔مگر اس کے الفاظ نے موسیٰ کو ایک دم سے ٹھنڈا کردیا۔سارا غصہ' سارا ابال لمحہ بھر میں پانی کے جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ واقعی' کبھی ان دونوں کے مابین بہت اچھی دوستی ہوا کرتی تھی اور وہ اسے عیسیٰ کے ٹائپ کی لڑکی بنانے کے لیے خوب خوب مشورے دیا کرتا تھا۔مگر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس سے شادی کی رضا مندی بھی تو خود ہی دی تھی۔چاہے اپنی ماں کا مان بڑھانے ہی کو سہی۔وہ تو انکار کرنے کی پوزیشن میں تھا پھر اب کاہے کا غصہ؟ وہ بہت ٹھنڈا ہو کر پلٹا اور بستر پر اوندھے منہ گر سا گیا۔تکیے میں منہ دیے وہ گویا ساری دنیا سے ناراض تھا۔چند لمحوں تک اسے دیکھنے کے بعد رانیہ سفری بیگ نکال کر اس میں موسیٰ کے کپڑے رکھنے لگی۔

☆...☆...☆

صبح وہ ناشتے کے بعد گھر سے نکلے مگر عیسیٰ اور زیبا چونکہ اٹھے نہ تھے اس لیے ان سے ملاقات نہ ہو پائی۔

"رات بھی اتنی دیر سے آئے' میں تو سونے جا چکی تھی۔اپنی چابی سے دروازہ کھول کے آئے تھے اندر دونوں۔" امی نے موسیٰ کو بتایا۔

''پھر تو انہیں ہمارے پروگروام کا بھی پتا نہیں ہوگا۔''

''تم آرام سے جائو میں بتادوں گی انہیں۔ویسے بھی وہ دونوں گھر میں ٹکیں تو ہی کچھ اتنا پتا ہو انہیں۔'' وہ اطمینان سے بولیں پھر مشورہ دیا۔

''عیسیٰ کی گاڑی لے جائو' اتنا لمباسفر ہے۔''

''نہیں' شہر میں جانا ہوتا تو اور بات تھی۔شہر سے باہر' وہ بھی تین چار روز کے لیے انہیں بھی تو ضرورت پڑ سکتی ہے پیچھے۔'' موسیٰ نے فوراً ہی انکار کردیا۔پھر انہیں مطمئن کیا۔

''کرائے کی گاڑی لے کے جا رہا ہوں۔ڈرائیو خود کرلوں گا۔''

اور اب انہیں امی کی دعائیں سمیٹ کر نکلے آدھا گھنٹہ ہوگیا تھا۔جب زیبا جماہئیاں لیتی ٹیبل پر آ بیٹھی۔

امی وہیں دوپہر کے کھانے کے لیے سبزی بنا رہی تھیں۔

''عیسیٰ نہیں اٹھا ابھی...؟''

''وہی تو اٹھے تھے۔مجھے تو بعد میں انہوں نے ہی جگایا ہے۔'' وہ خفا سی تھی شاید ''جلدی'' اٹھائے جانے پر۔

''ناشتا کرنا ہوگا اس نے۔''

''آج آفس جانا تھا' اب تو کافی لیٹ ہوگئے ہیں۔'' وہ ناگواری بلکہ بے زاری سے بولی تو تیز قدموں سے اس طرف آتا عیسیٰ طنز سے بولا۔

''یہ بھی تمہاری ہی مہربانی ہے' ڈیڑھ گھنٹے سے الارم بج رہا تھا مگر تم نہیں اٹھیں۔''

''جانا تم نے تھا' تم اٹھتے' کیوں چچی جان۔'' زیبا نے ان کی حمایت چاہی مگر وہ خاموش رہیں۔

''اچھا امی جی! میں چلتا ہوں۔''

''ناشتا تو کرلو۔''

"آفس میں ہی کرلوں گا آج تو باس کی ڈانٹ بھی پکی ہے۔" وہ ان کے سامنے جھک کر سر پر ہاتھ پھرواتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی منہ بسورتی زیبا کو دیکھ کے مسکرایا تو وہ بھی کھل کے مسکرادی۔

"ناشتا بنا دوں تمہارے لیے؟ اب تو دس بجنے والے ہیں۔" عیسیٰ کے جانے کے بعد امی نے پوچھا تو وہ بے دلی سے بولی۔

"ابھی تو دل نہیں چاہ رہا۔" وہ سر ہلا کر مٹر چھیلنے لگیں۔

"موسیٰ اور رانیہ نہیں اٹھے ابھی؟" زیبا کو رانیہ دکھائی نہ دی تھی ورنہ موسیٰ تو ان لوگوں کے اٹھنے تک اسپتال جا چکا ہوتا یا پھر جانے والا ہوتا۔

"اٹھے کیا! وہ تو اسلام آباد کے لیے نکل بھی چکے۔" انہوں نے مٹر کے دانے پیالے میں ڈالتے ہوئے آرام سے کہا۔تو زیبا کی نیند اڑن چھو ہوگئی۔

"اسلام آباد...؟"

"یعنی ہنی مون!" اسے سب سے پہلا یہی خیال آیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہاں' میں نے ہی کہا تھا پروگرام بنانے کو۔کب سے عذرا آپا اصرار کر رہی تھیں۔" انہوں نے بتایا۔

"اصرار تو وہ ہمارے لیے بھی کرتی تھیں۔" زیبا کا لہجہ آپوں آپ تیکھا سا ہوگیا۔جسے انہوں نے محسوس بھی کیا تو نظر انداز کرتے ہوئے آرام سے بولیں۔

"اب سبھی اکٹھے تو گھر سے نہیں جاسکتے تھے نا! آج وہ چلے گئے کبھی تم دونوں چکر لگا لینا۔بلکہ میں بھی اسی بہانے ہو آئوں گی۔"

"ہنہ!" زیبا نے سر جھٹکا اور تمسخر سے سوچا۔

"اب ساس کے ساتھ ہنی مون پہ جائوں گی۔اتنے ہی حالات خراب ہیں نا میرے؟"

"گاڑی تو عیسیٰ کی ہی لے گئے ہوں گے' پتا بھی ہے ہمیں یہاں ضرورت پڑتی رہتی ہے۔" پھر وہی تیکھا اور حق جتاتا لہجہ۔

اب کی بار انہوں نے باقاعدہ زیبا کی طرف دیکھا۔پر غرور اور بڑا اجنبی سا انداز تھا اس کا۔پھر نرمی سے بولیں۔

"اتنی عقل تو ہے اس میں... کرائے کی گاڑی لے کر گیا ہے۔چار دنوں کے لیے۔"

"بڑی راز داری سے پروگرام بنایا ہے دونوں نے۔" اس کی مسکراہٹ میں طنز تھا۔جسے وہ خوب سمجھیں۔

"رات تم دنوں لیٹ تھے ورنہ رات کھانے پر ہی پروگرام بنا تھا اور صبح تو یوں بھی تم لوگ دیر سے اٹھتے ہو' ان سے ملاقات کیا ہوپاتی۔" انہوں نے اپنے لب و لہجے کو تلخی سے پاک ہی رکھا تھا۔زیبا کی طبیعت سے وہ اچھی طرح واقف تھیں۔اس کی ماں کے ساتھ انہوں نے بارہ سال گزارے تھے اور پھر بیٹیاں ماؤں ہی کا پرتو ہوا کرتی ہیں۔عموماً زیبا بھی ماں جیسی طبیعت کی مالک تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"میٹھا لازمی بنایا کریں چچی جان! مجھے تو عادت ہے کھانے کے بعد سویٹ ڈش کی۔" وہ کہتی ہوئی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔امی کو تاسف نے گھیرا۔

ساس بیٹھی سبزی بنا رہی تھیں اور بہو نے ایک مرتبہ جھوٹے منہ بھی نہ کہا تھا کہ مدد کردوں۔انہیں شدت سے رانیہ کی یاد آئی جو اپنے ولیمے والے روز بھی گھر داری سے نہ چوکی تھی۔ان کے دل سے بے ساختہ اس کے اچھے نصیب کی دعا نکلی۔موسیٰ کے تیور انہیں بدلے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔اسی لیے بہانے سے ان دونوں کو موقع دیا تھا کہ قریب رہ کر دلوں کی کدورت دور کرلیں۔ادھر زیبا نے کمرے میں جاتے ہی ماں کا نمبر ملایا اور ادھر کی ساری رپورٹ مع تبصرہ دینا شروع کردی۔

☆...☆...☆

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لاہور سے گجرات تک کا سفر تو ٹھیک ہی گزرا۔موسیٰ نے بڑی خاموشی سے ڈرائیونگ کی اور رانیہ جیسے لاہورتا اسلام آباد شہری آبادی پر تحقیق کرنے کے لیے مسلسل کھڑکی سے باہر کا جائزہ لے رہی تھی۔مگر گجرات سے نکلتے ہی موسم نے اچانک ہی پلٹا کھالیا۔لالہ موسیٰ سے جو ہلکی ہلکی پھوار پڑنا شروع ہوئی تو کھاریاں تک پہنچتے اس نے موسلا دھار بارش کا روپ دھارلیا۔

وسطِ دسمبر میں موسم سرما کی پہلی بارش!

موسیٰ کو ڈرائیونگ میں مشکل ہو رہی تھی۔رانیہ کا دل گھبرانے لگا۔

”کہیں گاڑی روک دو۔“ اڑھائی گھنٹے کی ڈرائیونگ کے درمیان یہ پہلا جملہ تھا جو اس نے موسیٰ کو مخاطب کر کے ادا کیا۔

”ایسے ہی تو کہیں بھی نہیں روک سکتا نا!“

”موسم خراب ہو رہا ہے' اتنی تیز بارش میں پتا نہیں تم ونڈ اسکرین کے پار کیسے دیکھ رہے ہو' یا اندازے ہی سے گاڑی چلا رہے ہو۔“ وہ خفا سی بولی تو لب و لہجے میں خوف بھی تھا۔موسیٰ کو بے اختیار ہنسی آگئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”یہ تو صحیح کہا تم نے۔“

”یا اللہ!“ رانیہ نے لرز کے اسے دیکھا۔گاڑی کی رفتار کم تھی اور اسکرین پر وائپر مسلسل چل رہے تھے۔مگر بارش اتنی تیز تھی کہ پانی دبیز تہہ کی صورت اسکرین پر چلنے لگتا تھا۔

”ایسے موسم کو تو انجوائے کرنا چاہیے۔“ موسم کے بگڑنے کی پریشانی تو موسیٰ کو بھی ہو رہی تھی مگر شاید موسم کی تبدیلی ہی نے اس کا موڈ بھی کچھ تبدیل کردیا تھا۔

”وہ تو گھر میں نا! بلکہ تمہیں تو پتا ہے میرا' میں تو بجلی وغیرہ چمک رہی ہو تو کبھی کمرے سے نکلی ہی نہیں۔“ وہ روانی سے بولی۔

”چلو' فی الحال تو بجلی نہیں چمک رہی۔“ موسیٰ نے اسے تسلی دی۔مگر جہلم پہنچ کر یہ خام خیالی بھی دور ہوگئی۔موسم کے تیور بگڑے تو بگڑتے ہی چلے گئے۔گرج چمک کے ساتھ وہ بارش برسی کہ مسلسل وائپر چلانے سے بھی ونڈ اسکرین سے پانی کی دھاریں نہ ہٹتی تھیں۔موسیٰ سے گاڑی چلانا محال ہوگیا۔

اس نے دریائے جہلم کے کنارے بنے شاندار ہوٹل ''ٹیولپ'' کی پارکنگ میں گاڑی روکی۔رانیہ کو دیکھا وہ اب باقاعدہ دونوں پاؤں سیٹ پر کیے گھٹنوں میں منہ دیے یقیناً قرآنی آیات کا ورد کر رہی تھی۔اتنی نازک صورتِ حال کے باوجود موسیٰ کو ہنسی آنے لگی۔گاڑی رکنے پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔موسیٰ اس کی طرف متوجہ تھا۔خجالت کے مارے اس نے جلدی سے پاؤں نیچے کیے۔''مجھے ڈر لگ رہا تھا کہیں بجلی نہ گر جائے۔''

''کھانے کا بھی ٹائم ہو رہا ہے اور اسی بہانے کچھ دیر ہوٹل میں ٹھہر جائیں گے۔شاید تب تک بارش تھم جائے۔''

''باہر تو بارش ہو رہی ہے۔پارکنگ میں تو شیڈ بھی نہیں کہ بارش سے بچا جاسکے۔سیاہ بادلوں کی چادر کو چیر کر چمکتی کڑکتی بجلی سے خوفزدہ ہو کر وہ منمنائی۔

''کم آن یار! اب کھانا یہاں آنے سے رہا۔باہر دیکھو' اتنی ٹھنڈ میں بھی لوگ باربی کیو کے لیے بیٹھے ہیں۔''

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

واقعی باربی کیو کاؤنٹر کے آگے بنے گول شیڈ کے نیچے کتنی ہی میزیں زندہ دلوں سے بھری ہوئی تھیں۔موسیٰ کے ہمت بندھانے پر وہ بمشکل گاڑی سے باہر نکلنے پر راضی ہوئی مگر پارکنگ سے لے کر ہوٹل کے داخلی دروازے تک پہنچتے پہنچتے وہ دونوں کافی بھیگ گئے۔پستہ قامت باوردی ڈور کیپر نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور وہ موسیٰ کے ساتھ ہوٹل کے وسیع و عریض ہال میں داخل ہوئی تو لڑکھڑا سی گئی۔موسیٰ نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھام کر سہارا دیا۔اسی وقت لمبے سیاہ بالوں والی پیاری سی اٹینڈنٹ ان کے پاس آئی اور انہیں اپنی معیت میں ایک خالی ٹیبل تک لے گئی۔وہاں پہنچ کر موسیٰ نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ایک تو پہلی مرتبہ ہوٹل میں آنے کا اتفاق ہوا تھا' اوپر سے بارش نے بھگو کر حلیہ بھی عجیب سا کردیا تھا۔ہال میں ہیٹر کی گرمائش نے اعصاب کو پر سکون کیا۔موسیٰ ویٹر کو آرڈر لکھوا رہا تھا۔ان کی نشست شیشے کی دیوار کے پاس تھی جہاں سے نیچے بہتا دریائے جہلم صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”بارش تو رکتی نہیں لگ رہی۔“ موسیٰ کی آواز پر وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

”اسلام آباد پہنچنے میں تو کافی ٹائم لگ جائے گا۔“ وہ بولی۔

”خیر' ایسے موسم میں تو اب سفر ہو بھی نہیں سکتا۔“ وہ کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے ہال میں موجود لوگوں کا جائزہ لے رہا تھا۔رانیہ پریشان ہونے لگی۔

”تو پھر کیا کریں گے' گاڑی میں ہی رات گزارنی پڑے گی؟“ موسیٰ کو ہنسی آئی۔

”بے وقوف اب اتنی بھی کیا غریب الوطنی ہے کہ گاڑی میں رات گزارنی پڑے۔“

”تو...؟“

”تو یہ کہ یہیں کھانا کھائیں گے اور یہیں رات گزارنے کے لیے کمرا لے لیں گے۔“ اطمینان سے بولا۔

”افوہ' ایسے ہی پروگرام بنالیا آج لاہور میں تو مطلع بالکل صاف تھا۔“ وہ کوفت زدہ سی بولی۔

”یہ جہلم ہے۔“ موسیٰ نے اسے یاد دلایا تو وہ گہری سانس لیتی کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔گیلے کپڑوں اور بالوں کی وجہ سے ٹھنڈ محسوس ہو رہی تھی۔

”میرے خیال میں پہلے روم بک کروالوں' گیلے کپڑے بھی چینج کر لیں گے' اس کے بعد کھانا کھالیں گے۔“ موسیٰ اسے خود میں سمٹتے دیکھ کر تفکر سے بولا۔جانتا تو تھا ہی کہ کتنی نازک ہے اور موسم کی سختی اس پر کیسا برا اثر ڈالتی ہے۔وہ اٹھ کر استقبالیہ کی طرف بڑھا تو رانیہ کی نگاہ اس کے ساتھ تھی۔

ان کی خوش قسمتی تھی کہ اس مصروف ترین ہوٹل میں انہیں کمرا مل ہی گیا۔ہیٹر لگے کمرے کے پرسکون اور حدت آمیز ماحول نے سرد ہوتے اعصاب کو قدرے پر سکون کیا۔موسیٰ گاڑی میں سے بیگ لے آیا تھا۔رانیہ

پہلے کپڑے تبدیل کر کے آئی پھر موسیٰ نے کپڑے تبدیل کیے۔کپڑے تبدیل کرکے نکلا تو رانیہ بیڈ روم چیئر‘ ہیٹر کے قریب بچھائے تولیہ کے ساتھ بالوں کو خشک کر رہی تھی۔موسیٰ نے عذرا خالہ کو فون کرکے ساری صورت حال بتادی اور ساتھ ہی امی کو بھی بتا دیا۔فون بند کرتے ہوئے وہ پلٹا تو ٹھٹکا۔رانیہ شیشے کی دیوار کا پردہ سرکا کر باہر جھانک رہی تھی۔

”اتنی سردی ہے‘ سویٹر تو پہن لو۔سوں سوں کر رہی ہو۔“ وہ اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔رانیہ کا دل ایک دم سے اچھلا۔وہ نیچے وسیع لان کے پرے بہتے دریائے جہلم کو تاریکی میں کھوج رہی تھی۔

”کمرے میں تو ٹھنڈ نہیں‘ ہیٹر لگا ہوا ہے۔“ اس نے بے پروائی دکھائی۔مگر پھر ایک چھینک اور اس کے بعد لگاتار چھینکیں۔موسیٰ نے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی طرف موڑا۔

”اتنی چھینکیں کسی کے یاد کرنے سے نہیں آتیں۔چلو سویٹر پہنو اور کمبل میں لیٹو۔“ رانیہ کو ہنسی آگئی۔

”اچھے ڈاکٹر ہو‘ تم تو خود مریضہ کو ڈرا رہے ہو اور فائدہ کیا ہوا بھلا گھر والے کے ڈاکٹر ہونے کا؟“ وہ بے ساختہ بولی پھر سٹپٹا کر موسیٰ کو دیکھنے لگی۔مگر موسیٰ تو اس کی شفاف ہنسی کے حصار میں جکڑا کھڑا تھا۔

”ابھی تو کھانا کھانے جانا ہے‘ لیٹنے کا ٹائم تو نہیں۔“ رانیہ نے جلدی سے کہا تو وہ یکلخت ہی حواس میں لوٹا۔اس کا بازو فوراً چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔

”ہاں‘ کھانا۔“ وہ خفیف سا تھا۔شاید اپنی بے خودی پر۔

”سردی کافی بڑھ گئی ہے‘ کھانا روم سروس سے منگوا لیتے ہیں۔“ وہ اس سے نظریں چراتا انٹر کام کی طرف بڑھا۔

”تم نے کوئی خاص ڈش منگوانی ہے تو بتائو؟“ وہ پوچھ رہا تھا۔

”نہیں‘ ایسی کوئی خاص تو نہیں‘ وہ فنگر فش کہتے کہتے رک گئی۔مگر انٹر کام پر آرڈر دیتے ہوئے موسیٰ نے فنگر فش کا بطورِ خاص آرڈر دیا۔وہ جانتا تھاکہ ایسے موسم میں رانیہ کو فش بہت پسند تھی۔آدھے گھنٹے کے اندر کھانا ان کے کمرے میں تھا۔چھوٹی سی میز پر ویٹر نے برتن سیٹ کردیے۔

"آدھے گھنٹے تک گرین ٹی لے آنا۔" موسیٰ نے اسے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتا چلا گیا۔دونوں نے روم چیئرز سنبھال لیں۔رانیہ نے عادتاً اس کی پلیٹ میں سالن نکالنا شروع کیا پھر ایک دم سے اسے دیکھا اور سٹپٹا کر چمچ ڈونگے ہی میں رکھ دیا۔موسیٰ نے بھنویں اچکائیں۔

"کیا ہوا؟" گویا اسے یاد نہیں تھا کہ اس دن وہ رانیہ کو اپنی پلیٹ میں سالن نکالنے سے منع کر چکا ہے۔

"شاید' تم خود ڈالنا چاہو۔" وہ کتراتی ہوئی بولی۔

"ڈال دو۔" موسیٰ کچھ رک کر بولا۔شاید اسے یاد آگیا تھا پھر رسان سے بولا۔

"شاید مجھے اپنا دوستی والا رشتا یاد رکھنا چاہیے۔" لب بھینچتے ہوئے رانیہ نے دوبارہ سے چمچ پکڑا اور اس کے لیے سالن ڈالنے لگی۔

"تم فش لو' ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" موسیٰ نے اسے کہا۔تو وہ بے دلی سے مچھلی کا ٹکڑا لے کر اس کے نوالے توڑنے لگی۔موسیٰ نے نوٹ کیا اس نے

بہت بے دلی سے کھانا کھایا تھا۔ویٹر گرین ٹی لے کر آیا تب تک وہ کھانے سے فارغ ہوچکے تھے۔کھانے کے برتن بھجوا کر ان دونوں نے چائے پی اور اس دوران موسیٰ کی نگاہ بھٹک بھٹک کر رانیہ کے چہرے کی جانب اٹھی۔

"تم نے کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا۔طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ چائے کا مگ ہاتھ میں لیے دوسرے ہاتھ کی انگلی اس کے کنارے پر پھیرتی گم صم سی لگ رہی تھی۔موسیٰ نے شاید اس منجمد خاموشی سے گھبرا کر بات شروع کی۔ تو وہ چونکی۔

"ہوں' ہاں' ٹھیک ہوں میں۔"

"کوئی مسئلہ ہے؟"

رانیہ نے ایک شکوہ کناں سی نگاہ اس پر ڈالی۔"میں تو خود شاید ایک مسئلہ بن چکی ہوں تمہارے لیے۔" پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا یہ جملہ بہت اچانک تھا۔موسیٰ اس جملے کے لیے تیار نہ تھا۔گڑ بڑا سا گیا۔

گہری سانس بھرتے ہوئے رانیہ نے دزدیدہ نظروں سے خاموش بیٹھے موسیٰ کو دیکھا۔

"جسے شاید تم کبھی حل کرنا نہیں چاہتے۔"

"میں...! میں حل نہیں کرنا چاہتا؟" وہ جیسے صدمے کی گرفت میں آیا۔

"شادی دلوں کا سودا ہوتی ہے محترمہ! اور میں نے تم پر پہلے ہی واضح کردیا تھا کہ دل میں کوئی اور، اور نکاح میں کوئی اور والی زندگی میں نہیں گزار سکتا۔"

"تو پھر تم نے یہ شادی کیوں کی؟ خوامخواہ کا بوجھ لاد لیا اپنے سر پر۔" وہ تلخ ہوتے ہوئے خالی مگ ٹیبل پر رکھ کر اٹھ گئی۔

موسیٰ کو اس کی بات بہت چبھی۔

"بعض اوقات کسی پیارے کی خوشی کی خاطر ان چاہے بوجھ بھی ڈھونے پڑتے ہیں۔"

تکیہ ٹھیک کرتے رانیہ کے ہاتھ اس کی تلخ نوائی پر ٹھٹکے پھر وہ مزید کچھ بولے بغیر سویٹر اتارتی کمبل میں گھس گئی۔موسیٰ کا جی چاہا اسے کمبل سے نکال کر جھنجوڑ کر رکھ دے۔

اس کی پوری زندگی کو ڈسٹرب کرکے وہ کتنی مطمئن و پرسکون تھی اور اس پر مستزاد وہ خود پر کوئی الزام لینے کو بھی تیار نہیں تھی۔رات کا جانے کون سا پہر تھا جب کسی عجیب سے احساس کے ساتھ موسیٰ کی آنکھ کھلی، ڈم لائٹ میں پہلے تو اسے یہ سمجھنے میں وقت لگا کہ وہ ہے کہاں، دوسرے ہی پل اپنا دایاں پہلو سلگتا محسوس ہوا تو اس نے بے اختیار اس طرف دیکھا۔رانیہ اس کے بالکل پاس تھی اور دایاں پہلو سلگنے کی وجہ موسیٰ کو فوراً ہی سمجھ میں آگئی۔اس نے بعجلت کہنی کے بل اٹھتے ہوئے اپنا ہاتھ رانیہ کی پیشانی پر رکھا تو وہ در حقیقت بخار میں جل رہی تھی۔

"اف خدایا...!" وہ متفکر سا اٹھ گیا۔اپنا ایمرجنسی بیگ وہ ساتھ ہی لایا تھا جس میں ضروری ادویات وہ ہمیشہ رکھتا تھا۔اسے خیال آیا جس طرح رات بھیگنے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کے بعد وہ چھینک رہی تھی۔اسے سردی کی دوا دے دینی چاہیے تھی' اس نے لائٹ آن کر کے اپنا بیگ نکال کر رکھا۔ایک ٹیبلٹ اور کیپسول نکال کر پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے رانیہ کو شانے سے پکڑ کر ہلایا۔

"رانیہ... رانیہ! اٹھو یہ میڈیسن لے لو۔"

"ہوں...!" بخار کی شدت اسے بے سدھ کر رہی تھی۔پپوٹے بھاری اور آنکھیں کھلنے سے انکاری تھیں۔موسیٰ نے اسے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے اپنے شانے سے ٹیک لگا کر بٹھایا۔

"یہ میڈیسن لے لو شاباش! بہت تیز بخار ہو رہاہے تمہیں۔" اس نے موسیٰ کی ہتھیلی پر رکھی میڈیسن اٹھالی۔موسیٰ نے پانی کا گلاس اٹھایا۔رانیہ نے میڈیسن منہ میں ڈالی تو اس نے پانی کا گلاش رانیہ کے ہونٹوں سے لگا دیا۔وہ سارا پانی پی گئی تھی۔

"اور پانی چاہیے؟" موسیٰ نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے شانے سے ٹکا دیا۔ذرا سی مشقت سے تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تھی۔وہ شاید

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

پھر سے سو گئی تھی۔موسیٰ نے ذرا سا جھک کر اس کا چہرہ دیکھا۔اس کے شانے سے ٹیک لگائے وہ دنیا ومافیہا سے بے خبر تھی۔موسیٰ کے تمام حواس جاگنے لگے۔بالکل ابھی ابھی اس نے رانیہ کے بالوں سے اٹھتی کسی اچھے سے شیمپو کی خوش بو محسوس کی تھی۔اسے خیال آیا کہ اس کا ایک بازو رانیہ کی کمر کے گرد اسے سہارا دیے ہوئے تھا اور یہ کہ وہ بے سدھ سوئی ہوئی موسیٰ کے حواس کو بے دار کر رہی تھی۔اس کے ہاتھ نے بے اختیار رانیہ کے بالوں میں سر سرانے اور انہیں سنورانے کی خواہش کی تو کسی انہونی کے خوف میں گھرتے ہوئے موسیٰ نے اپنا سہارا ہٹاتے ہوئے اسے تکیے پر لٹا دیا اور خود فوراً وہاں سے اٹھا اور گہری سانس بھرتے ہوئے جیسے اندر کی کثافت کو کم کرنے کی سعی کی۔پھر چہرہ موڑ کر رانیہ کی طرف دیکھا۔

شرعی رشتا اور دل کی سرکشی وہ ایک جنگ کی سی کیفیت میں تھا۔ایک پلڑے میں انا تھی تو دوسرے میں سرکشی مگر انا کا وزن زیادہ نکلا۔لائٹ آف کر کے وہ سر جھٹکتا کھڑکی تک گیا اور پردہ ہٹا کر باہر گھورنے لگا۔نیچے لان میں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لائٹس آن تھیں اور ان سے پرے نیچے بہتا دریائے جہلم بہت سیاہ اور سرد لگ رہا تھا۔اس اندھیری رات کی طرح...!" کتنی ہی دیر وہاں کھڑا رہنے کے بعد جب سردی سے اس کی ٹانگیں جمنے لگیں تب وہ مجبوراً وہاں سے ہٹا اور آکر اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔نرم و گرم کمبل نے اس کے اندر ایک سکون آور احساس پیدا کیا۔تو وہ آنکھیں بند کرے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

☆...☆...☆

صبح بھی رانیہ کا بخار نہیں اترا تھا۔

"واپس آجائو تم لوگ، ایسی خراب طبیعت لے کر کسی کے گھر کیا جانا، آپا سے معذرت کرلینا۔" امی کو فون کرکے بتایا تو انہوں نے فوراً کہا۔رانیہ شرمندہ سی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"آئی ایم سوری۔" موسیٰ نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"کس بات کا؟"

"میری وجہ سے تمہارا پروگرام خراب ہوا۔" اس نے وضاحت کی۔

"ہا!" وہ طنزاً ہنسا۔

"میں تو شکر کر رہا ہوں کہ بلا وجہ دوسروں کے سامنے اداکاری کرنے سے بچ گیا۔" لمحہ بھر اسے نا سمجھی کی کیفیت میں دیکھنے کے بعد وہ اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔

"کیسی اداکاری؟"

موسیٰ نے سلگ کر اسے دیکھا۔

"وہی خوش باش میاں بیوی۔خوب صورت زندگی وغیرہ وغیرہ۔" وہ اسی انداز میں بولا۔

"ہمارے درمیان جو رشتا استوار ہے' وہ شرعی اور حقیقی ہے۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دے کر بولی جیسے اسے جتا رہی ہو۔

"مگر اس کی جو حقیقت ہے وہ صرف ہم دونوں ہی جانتے ہیں۔" وہ سلگا۔

"موسیٰ تم صرف یہ بتادو کہ اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" وہ تھک گئی تھی۔ اس کی آنکھیں جھلملا اٹھیں۔دوست اجنبی بن گیا تھا۔

"تم سے...؟" اس نے جیسے بڑی حیرت سے رانیہ کی طرف اشارہ کیا پھر استہزاء سے بولا۔

"کیا ہے تمہارے پاس؟ خالص جذبات' ان چھوئے احساسات اور سچی محبت۔ کیا ہے اس میں سے تمہارے پاس؟"

اس کی بے یقین نگاہوں میں غصہ اتر آیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو کیوں نہیں کرلی کسی ایسی لڑکی سے شادی۔اگر میں تمہیں اس حیثیت میں قبول نہیں تھی تو کیوں مجھے اس زنداں میں گھسیٹا ہے تم نے؟" اس کی آواز میں بھیگا پن اتر آیا۔

ایک تو طبیعت پہلے ہی خراب تھی۔اوپر سے یہ غصہ اور جذباتیت اس کا وجود کپکپانے لگا۔

"کرلوں گا۔یقینا! کروں گا۔کیونکہ میں سمجھوتے کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ہر گز نہیں۔" وہ سفاکی سے بولا۔

رانیہ لڑکھڑا سی گئی۔بے اختیار ہاتھ بڑھا کر بیڈ کا سہارا لینے کی کوشش کی مگر بیڈ دور تھا۔وہ گرنے کو تھی شاید چکر آگیا تھا۔

موسیٰ نے بے اختیار ہی اسے سہارا دیا تو وہ اس کی بانہوں میں لہرا سی گئی۔ اتنی ٹھنڈ میں بھی اس کی پیشانی پر پسینہ چمک اٹھا تھا۔

"چھوڑ دو مجھے میں تمہارے قریب آنا بھی پسند نہیں کرتی۔" اس کی مزاحمت کمزور ترین تھی اور آواز میں نقاہت اور آنسوئوں کی نمکینی۔

موسیٰ اس کا شوہر ہی نہیں ڈاکٹر بھی تھا۔رانیہ کی حالت فی الحال اسے کان بند کیے رہنے پر مجبور کرنے لگی۔اسے سنبھال کر بیڈ پر لٹایا۔

"تھوڑا ریسٹ کرو' میں ابھی استقبالیہ سے ہو کر آتا ہوں۔آج چیک آئوٹ کرنا ہے۔واپس لاہور چلتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہتا اپنی جیکٹ پہن کر کمرے سے نکل گیا۔رانیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

"تو اب تم مجھے محبت کرنے کی سزا دو گے موسیٰ رضا۔"

☆...☆...☆

امی نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔خود انہیں بھی ہلکی سی حرارت ہو رہی تھی۔ مگر وہ رانیہ کے متعلق تشویش میں مبتلا تھیں۔

"اب تو ٹھیک ہوں میں۔" وہ زیبا سے مل کر صوفے پر امی کے ساتھ آ بیٹھی۔

"خاک ٹھیک ہو؟ رنگت پیلی پڑ رہی ہے تمہاری۔ایک رات کے بخار نے نڈھال کردیا ہے' ہم سے مل لیں لیا' اب جا کے آرام کرو۔" امی نے محبت سے کہا۔

زیبا نے تمسخرانہ انداز میں سر جھٹک کر رخ ٹی وی کی طرف کرلیا۔

"السّلام علیکم!" عیسیٰ ہشاش بشاش سا اندر داخل ہوا تھا۔موسیٰ کی نظر بے اختیار رانیہ کی طرف اٹھی' وہ صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگائے سست سی بیٹھی تھی۔

عیسیٰ کو دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" عیسیٰ اس سے مخاطب تھا۔موسیٰ کا رواں رواں آنکھ بن گیا' سماعت بن گیا۔وہ عیسیٰ سے بات کر رہی تھی۔عام سی بات یونہی خیر خیریت مگر موسیٰ سے برداشت نہیں ہوا۔

”تم جائو جا کے آرام کرو۔“ اس نے بمشکل اپنے لب و لہجے کو قابو میں رکھتے ہوئے رانیہ سے کہا تو امی نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تو وہ خاموشی سے موسیٰ پر اچٹتی نگاہ ڈالتی اٹھ کر چلی گئی۔

”بڑی جلدی ختم ہوگیا تم لوگوں کا ہنی مون...؟“ زیبا نے موسیٰ کو بڑی دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب کیا تو امی تاسف سے سر ہلاتی اٹھ کر چلی گئیں۔موسیٰ پر سکون ہو کر سوفے پر پھیل کر بیٹھتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

”یہ تو ٹریلر تھا' ہنی مون کے لیے تو ورلڈ ٹور پر جائیں گے۔“ زیبا کا دل جل کر کباب ہوا۔بے ساختہ عیسیٰ کو گھورا۔

”سن رہے ہیں؟ اور آپ دو ہفتوں کے بعد آفس جوائن کر بیٹھے ہیں۔“

”کیا یار تم بھی۔“ عیسیٰ نے بھائی کو ذرا سا گھورا اور پھر زیبا کو سمجھانے لگا۔

”اس کا کون سا ویزا لگ گیا ہے ورلڈ ٹور کا؟ منہ سے کہہ ہی رہا ہے نا! تم بھی بس کانوں سے سن لو۔“ عیسیٰ کی بات سن کر اس نے منہ بنایا۔

”اس کے دل میں خواہش تو ہے نا! تم نے تو کبھی خواہش بھی ظاہر نہیں کی۔“

”ایک تو تم عورتیں ہوتی بڑی ناشکری ہو' کیوں موسیٰ!“ اس نے تاسف سے زیبا کو گھورتے ہوئے بھائی سے پوچھا تو وہ شانے جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”پتا نہیں' میرا ابھی تک کسی نا شکری عورت سے پالا نہیں پڑا۔“ وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

”یہ عورت کسے کہا تم نے؟“ اپنے پیچھے اسے زیبا کی چلچلاتی ہوئی آواز آئی تھی۔

”کیا مطلب؟ تم عورت نہیں ہو کیا؟“

”لڑکی بھی تو کہہ سکتے ہو تم۔“

”گویا نا شکری پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔“ عیسیٰ نے گہری سانس بھری۔

موسیٰ ہنسی دباتا اپنے کمرے میں گھس گیا۔

☆...☆...☆

اگلے روز سے گھر کی تمام ذمہ داری پھر سے رانیہ کے کندھوں پر آگئی۔امی کا جوڑوں کا درد تیز ہوا تو وہ بستر پر زیادہ وقت صرف کرنے لگیں۔

"ناشتا!" موسیٰ کو اسپتال سے دیر ہو رہی تھی۔وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور کچن کی طرف منہ کر کے ہانک لگائی۔مگر پانچ منٹ گزر گئے اور ناشتے کی کوئی صورت حال نہ بنی تو وہ کچن کی طرف بڑھا۔

وہاں رانیہ ہمیشہ کی طرح ناشتا بنانے میں جتی تھی موسیٰ نے دیکھا' ناشتے کی ٹرے تیار تھی اور رانیہ تیزی سے پیالے میں انڈے پھینٹ رہی تھی۔

موسیٰ نے آگے بڑھ کے ٹرے اٹھائی۔

"ارے نہیں' یہ تمہارے بھائی صاحب کا ناشتا ہے' تمہارے لیے تو ابھی بنا رہی ہوں۔" وہ جلدی سے کہہ کر انڈوں کا آمیزہ فرائنگ پین میں انڈیلنے لگی۔موسیٰ نے ٹرے کائونٹر پر پٹخی مگر اندر کی اٹھا پٹخ پھر بھی کم نہیں ہوئی۔

"میرے لیے بنانے کی کیا ضرورت ہے تم جن کی خدمت میں جتی ہو اسی میں مصروف رہو۔" سلگتا لہجہ۔

"انہیں جلدی آفس جانا تھا موسیٰ۔" وہ اس کے غصے سے گھبرا گئی تھی۔

"ان کی اپنی ایک عدد بیوی بھی ہے محترمہ!" اس نے دانت پیسے۔

"وہ سو رہی ہے۔انہوں نے کچن میں آکر مجھ سے خود کہا ناشتے کے لیے۔تو کیا میں منع کردیتی؟" وہ برا فروختہ ہوئی۔

"ہاں کردیتیں۔" وہ یونہی غصے میں جن بنا اس کے اوپر چڑھ دوڑا۔

"پہلے بھی تو میں ہی بناتی تھی۔" وہ اسے اتنے غصے میں دیکھ کر منمنائی۔

"تب تم میری بیوی نہیں تھیں۔" موسیٰ کی زبان پھسلی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو اب کیا مجھے ان کے لیے ناشتا نہیں بنانا چاہیے۔تم سے شادی کے بعد کیا مجھے ان سے اپنا رشتا ختم کرلینا چاہیے؟" وہ متحیر تھی یا دکھی۔" موسیٰ کو سمجھ نہیں آئی۔ہاں مگر اس کے الفاظ ضرور تپانے والے تھے۔

"تم صرف گھر کے کام کرو' ان کے کاموں کے لیے ان کی بیگم آچکی ہے۔ جو ماہر امور خانہ داری ہے۔" موسیٰ نے سلگ کر کہا تو رانیہ کو بھی غصہ آنے لگا۔

"تو خود کیوں نہیں ان سے کہہ دیتے کہ...!" ابھی اس کی بات آدھی ہی تھی موسیٰ نے اسے دونوں شانوں سے تھام کر ہلکا سا جھٹکا دیا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں' وہ سنو!" وہ ساکت سی لمحہ بھر اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر رسان سے بولی۔

"اتنے دنوں سے صرف تمہاری ہی تو سن رہی ہوں۔" موسیٰ نے بہت پاس سے اس کے احمریں لبوں کی حرکت دیکھی اور نچلے لب کے پاس وہ سیاہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تل...! کیا وہ پہلے بھی اتنا ہی خوب صورت لگتا تھا؟ موسیٰ کا ذہن بھٹکا۔پھر وہ چونکا۔شاید رانیہ کچھ کہہ رہی تھی۔

"آملیٹ جل رہا ہے موسیٰ!" وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا۔

"موسیٰ! پلیز' ناشتا تو کرجائو۔" اس نے اپنے پیچھے رانیہ کی منت بھری آواز سنی مگر اس کے قدم نہیں رکے تھے۔

"کیا جادو لڑکی ہے یہ...کیسے اپنی طرف کھینچتی ہے کہ میں جو شعوری طور پر اس سے نفرت کرنا چاہتا ہوں۔لا شعوری طور پر اس کی محبت میں گرفتار ہوا جا رہا ہوں۔نہیں یا شاید یہ محض ایک پرکشش وجود کو قریب پاکر بھٹکنے کا احساس ہے اور بس!

وہ تمام راستا' اسپتال پہنچنے تک انہی سوچوں کی زد میں رہا۔موڈ کی یہ خرابی رات واپسی تک بر قرار ہی تھی۔رانیہ کھانا لگاتے ہوئے اسے مسلسل نوٹ کر رہی تھی۔عیسیٰ اور زیبا کو کھانا لگانے کے بعد بلانے کے لیے بھی رانیہ ہی کو جانا پڑا۔

"پتا نہیں ان دونوں کے طور طریقے کب بدلیں گے؟ ایک ہی دن کی بیاہی دلہنیں ہیں۔مگر زیبا کے تو نئی نویلی دلہن والے چونچلے ہی ختم نہیں ہورہے۔" امی کو روز کا یہ تماشا اور رانیہ کی ڈیوٹی پسند نہیں آرہی تھی۔رانیہ کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی چلے آئے۔گویا کھانا لگنے ہی کا انتظار تھا۔

"کیا کیا پکا ہے آج؟" عیسیٰ نے شوق سے ڈونگوں کے ڈھکن اٹھا کر دونوں سالن چیک کیے خوش بوئیں اڑاتے گرما گرم پلائو کی ڈش سامنے ہی رکھی تھی۔

"واہ۔" اس کا انداز توصیفی تھا۔موسیٰ نے رانیہ کو مسکراتے دیکھا تو کرسی پر پہلو بدل کر رہ گیا۔

"بھئی زیبا تم بھی موقع دو ہمیں واہ واہ کرنے کا عیسیٰ تو بہت تعریف کرتا تھا تمہارے ہاتھ کے پکے کھانے کی۔" امی نے طریقے سے اسے لائن پر لانا چاہا۔

گلاس میں پانی انڈیلتی وہ ٹھٹکی۔

"اچھا...!"

"ہاں بھئی' زیبا کے ہاتھ میں بھی بہت ذائقہ ہے۔" عیسیٰ نے خوش دلی سے بیوی کی تعریف کی۔

"آپ نے کب میرے ہاتھ کا بنا کھانا کھالیا؟" زیبا نے تیکھے انداز میں عیسیٰ کو دیکھا۔

"شادی سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔جب بھی گیا تقریباً کھانا کھا کر ہی لوٹتا تھا"

"وہ...!" زیبا لمبا سانس کھینچ کر مسکرائی۔

"وہ سب تو بازار سے آتا تھا۔" وہ اب اطمینان سے اپنی پلیٹ میں پلائو نکال رہی تھی۔عیسیٰ نے ان تینوں کو ایک نظر دیکھنے کے بعد زیبا سے کہا۔

"تائی جان نے تو یہی کہا تھا کہ تمہیں کوکنگ کا بہت شوق ہے۔"

"ماؤں کا کیا ہے' وہ تو دنیا بھر کی اچھی باتیں اپنی بیٹیوں میں بھر دیتی ہیں۔ مجھے تو الف بے نہیں آتی کھانا پکانے کی کہاں وہ اتنی مشکل مشکل ڈشز تیار کرنا۔"

"لوجی!" زیبا جی تو ہاتھ جھاڑ کے ایک طرف ہوگئیں۔اب عیسیٰ کی خجالت قابلِ دید تھی۔

"چلیں کوئی بات نہیں' آہستہ آہستہ سب آجائے گا۔" رانیہ نے خوش دلی سے کہا۔

"خیر' مجھے دیگیں چڑھانے کا کوئی شوق نہیں' ہوٹل بھی تو ہم جیسوں ہی کے لیے بنے ہیں۔"اس نے تیوری چڑھاتے ہوئے گویا بات ہی ختم کردی۔رانیہ گہری سانس بھرتی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔جب کہ امی اور موسیٰ کی عیسیٰ کی طرف اٹھی نگاہوں میں تاسف تھا اور ہمدردی وہ بھی چور سا بن کر کھانے کی طرف متوجہ ہوگیا۔کھانے کے بعد زیبا حسبِ عادت اپنے کمرے میں ٹی وی کے آگے براجمان ہوگئی۔جب کہ رانیہ نے برتن سمیٹنے کے بعد چائے کا

پانی چولہے پر چڑھا دیا۔سب کو گرین ٹی کے مگ تھما کر وہ موسیٰ کو ڈھونڈتی اوپر بالکونی پر چلی آئی۔وہ وہیں سیڑھیوں پر بیٹھا جانے کیا سوچتا ہوا ملا۔

"چائے...!" اس نے مگ موسیٰ کے سامنے لہرایا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی۔" وہی روکھا پھیکا لہجہ۔دوستی کے دعوے کرنے والا مکرنے میں بھی جلدی کر گیا تھا۔رانیہ نے یونہی مگ بڑھائے رکھا تو اسے تھامنا ہی پڑا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔" وہ اپنا مگ تھامے اس سے اجازت مانگ رہی تھی۔اس کے پاس بیٹھنے کی۔

"تمہارا اپنا گھر ہے' اس کے لیے تمہیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔" موسیٰ نے ہاتھ سے ادھر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی اور رکھائی سے کہا۔وہ اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے پھیکے لہجے میں بولی۔

”وقت اور حالات اس قدر بدل چکے ہیں کہ پہلے اور اب کے اختیارات پر اعتبار نہیں رہا۔“

ایک نظر اسے دیکھ کر وہ سر جھٹکتے ہوئے گرین ٹی کے گھونٹ لینے لگا۔خوش رنگ و خوش ذائقہ چائے نے اس کے اعصاب کو اس سردی میں بہت لطف دیا۔

اس کے موڈ پر اچھا اثر پڑا تھا۔

”ہم ایسے کب تک زندگی گزار پائیں گے موسیٰ!“ اس کی کچھ بھیگی کچھ نمکین سی آواز موسیٰ کو ٹھٹکا گئی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے مگ کو مضبوطی سے تھام لیا۔وہ اس جادوگرنی کے چہرے کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

”یہ تو تمہارے سوچنے کی بات ہے۔“ اس نے اپنا لہجہ روکھا ہی رکھا۔

”تم مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہو موسیٰ! محبت کرنے کی نا!“ رانیہ کے آنسو بہہ نکلے۔

یوں فقیروں کی طرح اعتراف کرنا اسے ذلت کا شکار کر رہا تھا۔مگر بات کیے بنا چارہ بھی نہیں تھا۔

”تم سب جانتی ہو۔“ اس نے دانتوں پر دانت جمائے۔

”تو پھر دو زندگیاں مت تباہ کرو، مجھے برباد ہونے دو تم جسے پسند کرتے ہو اس سے شادی کرلو۔“ وہ بے آواز آنسو بہاتی بڑی بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔موسیٰ نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔وہ اسی کی طرف چہرہ موڑے ہوئے تھی۔موسیٰ کو اپنی طرف متوجہ پا کر نظر چرائے اپنا مگ اوپر والی سیڑھی پر رکھنے لگی۔

”میں... میں کسے پسند کرتا ہوں؟“ وہ پوچھ رہا تھا۔

”وہی، جس کے دل میں رہتے تم نکاح والی کو بسا نہیں سکتے۔“ وہ موسیٰ کے الفاظ دہرا رہی تھی۔

اسے جھٹکا سا لگا گویا سارا الزام موسیٰ کے سر دھر رہی تھی۔

"ہم کبھی بہت اچھے دوست تھے موسیٰ! اسی دوستی کے پیشِ نظر میں تمہارا ساتھ دینا چاہتی ہوں' تم اپنی مرضی کا فیصلہ کرو' میں خالہ جان کے سامنے تمہیں سپورٹ کروں گی۔" رانیہ نے اسے یقین دلاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھا۔تو اس کی سرد انگلیوں کی ٹھنڈک موسیٰ کو اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔اپنا مگ رکھتے ہوئے موسیٰ نے اس کا جائزہ لیا تو وہ لینن کے سوٹ پر محض ایک سویٹر پہنے ہوئے تھی۔اتنی ٹھنڈ میں بنا گرم شال کے محض شانے پر دوپٹا لٹکائے جو آدھا اس کے شانے پر اور آدھا سیڑھی پر دھرا تھا' وہ ان سرد سیڑھیوں پر آبیٹھی تھی۔موسیٰ نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔سرد پوروں والا بے حد ٹھنڈا ہاتھ...!

"اتنی سردی میں اوپر کیوں آئی ہو؟ گرم شال ہی لے لیتیں۔" پتا نہیں کیوں اس لمس سے وہ بے بس ہونے لگتا تھا۔

"تم بھی تو اتنی سردی میں بیٹھے ہو۔" وہ نجانے کیا جتانا چاہتی تھی۔موسیٰ نے اس کاہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھینچ لیا۔جیسے اسے گرما رہا ہو۔

"ابھی بخار سے اٹھی ہو۔نیچے چلو پھر بیمار پڑو گی؟" وہ بے حد نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"ہنہ! اچھا ہے نا! آسانی سے تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔" وہ پتا نہیں ہنسی تھی یا روئی تھی۔مگر موسیٰ کے دل کو کچھ ہوا۔

اسے لگا کہ یہ لہجہ اس کے دل میں گڑا ہوا ہے۔جبھی تو اس کی نرمی گرمی اس شدت سے دل پر اثر انداز ہوتی تھی۔رانیہ نے اپنا دوسرا سرد ہاتھ بھی موسیٰ کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔

"تم چاہو کوئی بھی فیصلہ کرو موسیٰ! مگر مجھے اپنا دوست ہی رہنے دینا۔" اس کا ملتجیانہ لہجہ...'کچھ عجیب سی بات تھی۔اس کی باتوں میں' اس کے لہجے میں۔

کچھ تنہائی اور کچھ اس کا قرب...! موسیٰ رضا کو لگا ہر چیز پر وہی چھائی ہوئی ہے۔بہت بے اختیار انداز میں اس کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار باندھتے ہوئے اسے لگا۔فقط یہی حقیقت ہو مگر یہ چند پل ہی کی بات تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

یکلخت ہی اسے لگا جیسے وہ دنیا کا سب سے بڑا بے وقوف ہو۔ایک ایسی لڑکی جو اس کے بھائی سے...!

وہ ایک دم سے اٹھا اور رکے بغیر نیچے جانے والی سیڑھیاں اتر گیا۔

رانیہ بے یقینی سے اس کی پشت دیکھتی رہ گئی۔

موسیٰ جاکے ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔امی سونے چلی گئیں۔تو وہ چینلز بدلنے لگا۔مگر دھیان سارا سیڑھیوں کی طرف تھا۔رانیہ ابھی تک نیچے نہ آئی تھی۔ اس نے اپنا پسندیدہ ٹاک شو لگایا اور ذہن کو ادھر لگانے لگا۔اسے یاد آیا کہ وہ سرد موسم میں بنا گرم کپڑوں کے سرد سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔اس نے تین مرتبہ ''مجھے کیا'' کہہ کر خود کو بے حس بنانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔مگر پھر بھی دھیان کے سرے پلٹ پلٹ کے اسی سے جڑے تو وہ ٹی وی آف کر کے اٹھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''بے وقوف لڑکی...!'' دانت پیستا وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ٹیرس پر آیا تو وہ منجمد مجسمے کی طرح وہیں سیڑھیوں پر بیٹھی تھی ویسی ہی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

''رانیہ...!'' وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا' اسے شانوں سے تھام کر اٹھایا۔ وہ سرد تھی' بے حد سرد...!

''رانیہ پاگل ہو تم' مرنا چاہتی ہو؟'' موسیٰ نے اسے جھنجوڑا۔تو اب تک جو برف کے منجمد مجسمے کی مانند بیٹھی تھی اس کے قرب کی آنچ پاتے ہی پگھل گئی۔

''ہاں' مرجانے دو مجھے' کیوں بچانے آجاتے ہو بار بار کیا لگتی ہوں میں تمہاری۔کیا رشتا ہے میرے تمہارے درمیان؟'' ایک جھٹکے سے اپنا آپ چھڑاتے ہوئے وہ پھٹ پڑی' موسیٰ ششدر تھا۔

''رانیہ...!''

''موسیٰ پلیز' مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔'' وہ کپکپا رہی تھی' سردی سے اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔

''ابھی تم حواس میں نہیں ہو' نیچے چلو پھر بات کرتے ہیں۔'' موسیٰ نے بدقت تمام اپنے لہجے کو معتدل کیا ورنہ جی تو چاہ رہا تھا ایک تھپڑ لگا کر اس کا دماغ ٹھکانے لگا دے۔

''مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی' جو غلطی میں نے کی ہے' اس کی سزا بھگت رہی ہوں یہاں بیٹھ کر۔'' وہ شعلہ بار لہجے میں کہتی کوئی اور ہی رانیہ تھی۔اس ڈرپوک اور سیدھی سادی رانیہ سے مختلف' جسے عیسیٰ کے مقابل لانے کی ٹپس وہ اسے دیا کرتا تھا۔

''تم محض مجھے اذیت دے رہی ہو رانیہ! اور بس!'' اس کی آواز میں بھی غصہ اتر آیا۔شاید اپنی بے بسی کے اعتراف پر کہ وہ رانیہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''تمہیں کیا فرق پڑتا ہے موسیٰ رضا! اول شب سے تم مجھے میری اوقات یاد دلا رہے ہو۔مجھے میری محبت کے طعنے دے رہے ہو مگر شاید تم یہ بھول گئے ہو کہ مجھے اس راہ پر لانے والے تمہی تھے ورنہ میں تو محبت کے ہجوں سے بھی ناواقف تھی۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے۔

''اور تم...! تم کیا مجھے میری اوقات یاد نہیں دلا رہیں۔اول روز سے تم اسی کی پسند کے رنگ پہنتی آرہی ہو' کیا ایک پل بھی تم نے مجھے بھولنے دیا ہے کہ تم میری نہیں ہو؟'' اس نے دانتوں پر دانت جمائے تھے۔

رانیہ نے رونا بھول کر تحیر سے اسے دیکھا۔

''اس کی...! کس کی پسند کے رنگ پہنتی ہوں میں؟''

''وہی' جس کی محبت میں تم نے خود کو سرتا پا بدل لیا تھا۔'' وہ سلگ کر بولا۔

''کیونکہ میں نے تم سے سچی محبت کی ہے موسیٰ رضا! ورنہ تم جانتے ہو یہ تیز رنگ مجھے زہر لگتے ہیں۔تم نے تو مجھے زیبا جیسا بنانے میں کوئی کسر نہیں

اٹھا رکھی۔مگر صرف تمہارے لیے۔کیونکہ تمہیں یہ رنگ پسند ہیں۔'' وہ جذباتیت سے کہتی پھر سے رو دی تھی۔

موسیٰ ششدر... لگا کچھ غلط سنا ہو شاید۔

''مجھے... میری پسند کے رنگ' میں نے کب کہا تم سے؟'' اسے لگا کچھ غلط ہو رہا ہے یا ہوچکا ہے۔تیزی سے پوچھا۔

''شادی سے پہلے کیا تم مجھے اپنی پسند و نا پسند نہیں بتایا کرتے تھے۔یہ پہنو'یہ کھائو' یہاں جائو' وہاں نہ جائو۔ایسے بات کرو اور میں بے وقوف خود کو تمہاری پسند میں ڈھالتی چلی گئی۔یہ جانے بغیر کہ لڑکے کتنے دھوکے باز ہوتے ہیں۔''

میری پسند...! کھٹاک سے موسیٰ کے دماغ کی کھڑکی کھلی۔

اف خدایا! میں اسے بھائی کے لیے پٹاتا رہا اور یہ میرے لیے...؟

''لڑکے صرف دھوکے باز ہی نہیں' بیوقوف اور گدھے بھی ہوتے ہیں۔'' وہ ایک دم سے بولا تو رانیہ کی آواز اور آنسو دونوں کو بریک لگ گئی۔

''تم نے کس سے محبت کی تھی؟'' وہ دو قدم آگے بڑھا۔

''بیوقوفی کی تھی' معاف کردو مجھے کیا پتا تھا کہ فلرٹ کر رہے ہو مجھ سے میں تو خوش تھی کہ میرا سب سے اچھا دوست ہی میرا شریک سفر ہوگا۔'' اس کی آواز بھرا گئی۔

ادھر موسیٰ اب بھی شاکڈ تھا۔

حیرت' بے یقینی' خوشی کتنے ہی جذبات بہ یک وقت اس پر طاری تھے۔

''تم... تم نے مجھ سے محبت کی تھی؟'' اسے بازوئوں سے تھام کر جھنجوڑا وہ روہانسی ہوگئی۔

''ہاں' تم جیسے سنگ دل سے' غلطی ہوگئی معافی دے دو۔''

''اف خدایا!'' وہ دفعتاً چہرہ اوپر کر کے ہنس دیا۔

"اور میں بے وقوف سمجھتا رہا کہ میں بڑی کامیابی کے ساتھ تمہیں عیسیٰ رضا کے لیے پٹا رہا ہوں۔"

"کیا مطلب...؟" رانیہ بے ساختہ چیخ اٹھی۔"تم مجھے عیسیٰ کے لیے...؟"

"اوئے دل خوش کردتا اے کڑیئے!" موسیٰ نے اسے بازوئوں میں بھر کے گھما ڈالا۔

"موسیٰ! وہ بے یقین تھی۔

"آئی لو یو' رئیلی آئی لو یو۔میں تو یہ سوچ سوچ کر سلگتا رہا کہ میں اپنی بیوقوفی سے تمہیں عیسیٰ رضا سے محبت کروا چکا ہوں۔شکر ہے خدا کا۔" وہ خوش تھا بے حد خوش۔

اور رانیہ...! اس کا وجود تو جیسے ایک دم ہلکا پھلکا ہوگیا تھا۔

"اور جو تم نے اتنے دنوں مجھے ستایا رُلایا؟"

"ہر حساب بڑی محبت سے چکائوں گا جانِ عزیز!" وہ دھیمی آواز میں بولا تو سرد ہَوا میں رانیہ کی کل کل کرتی نقرئی ہنسی گونج اٹھی۔موسیٰ اسے بانہوں کے گھیرے میں لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔خوشیاں ان کی منتظر تھیں اور خوش قسمتی ان کے پیچھے۔

ختم شد